شبیہ حضور فیض گنجور نواب رؤف احمد خان بہادر رئیس پتودی دام اقبالہ مصنف مثنوی ہذا



بعون خالق کون و مکان و بطفیل رسول انس و جان

دریں ایام بشاشت انضمام این مثنوی بیمثال و دلپذیر پسند خاطر برنا و پیر من افکار عالیجناب معلی القاب زیبندهٔ مسند شاعری شهسوار عرصهٔ جادو بیانی یکه تاز مضمار همه دانی صاحب جود و نوال قدردان اهل کمال حضور فیض گنجور نواب رؤف احمد خان بهادر پرتو مدراسی دام اقباله خلف عالیجناب حاجی حافظ نواب خورشید احمد خان بهادر خورشید مرحوم و نبیرهٔ خاص هز هائنس نواب عظیم جاه بهادر غفرانمآب پرنس اول کرناٹک مسمی به



به اهتمام احقر الانام حافظ محمد عبد القادر
و به قلم بندهٔ اثیم کاتب محمد عبد الرحیم

در مطبع رزاقیه کوچهٔ حاطم صاحب مدراس مطبوع گردید

تعداد جلد طبع اول ۳۰۰ جمله حقوق بحق مصنف محفوظ قیمت فی جلد ۸/



بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان قلم اور حمد خدا — یہ جرأت یہ مقدور یہ ادعا

نہین ہے مجھے باور اسکا بیان — کہ رکھتا ہے یہ لاغر دو زبان

اگرچہ یہ کرتا ہے کچھ کچھ رقم — سزاوار ہے حمد کے کب قلم

مگر سب کی عزت خدا کے ہی ہاتھ — محبت ہے ذرے کو سورج کے ساتھ

نہ گردن کشان را بگیرد بفور — نہ عذر آوران را براند بجور

مرا او را رسد کبریا و منی — کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

وہ خلاق و رزاق و غفار ہے — وہ دانا و بینا و ستار ہے

وہی مالک الملک ہے لاشریک — نہین کوئی لاریب اوسکا شریک

اوسیکی ہے قدرت مین دنیا و دین — وہی خالق آسمان و زمین

کیا ثابت انجم سے علم نجوم — بنائے ہین نقطون سے کیسے علوم

وہی عالم الغیب لاریب ہے
اوسیکی فقط ذات بے عیب ہے

گہن ہے اگر مہر مین ماہ مین
تو رجعت ہی سیارونکو راہ مین

قمر کو کیا بدر دیکر کمال
گھٹا کر کیا بدر کو پھر ہلال

کرے قدرت کاملہ کی صفت
کہان اسقدر آدمی مین سکت

بنایا ہے انسان کو خاک سے
مشرف کیا حسن ادراک سے

بڑے جسم کے جتنے مخلوق ہین
اسی قسم کے جتنے مخلوق ہین

بنایا ہے معیوب ہر ایک کو
جتایا ہے یہہ خوب ہر ایک کو

نہین کوئی معیوب خلاق جہان
نہین کوئی مجبور مختار ہان

پرستش کے قابل وہ لاریب ہی
کہ جو ذات بس پاک بے عیب ہے

بتایا ہے اسواسطے عیب دار
نہ سمجھین غلط فہم او نہین کردگار

یہی تو ہے مخلوق و خالق مین فرق
کہ مخلوق ہین سارے عیبونمین غرق

بیابان ہمیشہ اوڑاتا ہی خاک
گلستان کا سینہ رہتا ہی چاک

کھلا اہل بینش پہ دریا کا راز
کہ ساحل پہ گھستا ہی فرق نیاز

شب و روز کا جو ہے انقلاب
فلک کو لگایا ہے شیب و شباب

نہین ذات خالق کو اوج و زوال
ہمیشہ ہے اوس ذات کا ایک حال

تغیر تبدّل ہے مخلوق کو ‏ عروج و تنزّل ہے مخلوق کو
پہاڑون کے دامانین غارمین ‏ گل و غنچہ کی گودین خارمین
جو بے عیب مختار اور بے نیاز ‏ وہی دین و دنیا کا ہی کارساز
ہے ہر شی سے ثابت بقا و فنا ‏ بقا و فنا فعل ہے برملا
تو پھر فعل کو ہے جو فاعل ضرور ‏ وہی ذات باری کا ہے پھر ظہور
خدا جسکو کہتے ہین باقی ہے وہ ‏ سوا اوسکے جو کچھ ہے فانی ہو وہ
سمجھ مین نہین آتا قدرت کا بھید ‏ ہے اسطرح کثرت مین وحدت کا بھید
نظر کرنے والا رہے بد کہ نیک ‏ دو آنکھون سے دیکھے ہر اک شی کو ایک
اب اسپر بھی غافل اگر ہو کوئی ‏ بصر رکھ کے بھی بے بصر ہو کوئی
دکھائے اگر اوسکو تو کیا دکھلے ‏ جسے دن دہاڑے نظر ہی نہ آے
قصور نظر ہو تو عینک لگاے ‏ نظر ہی نہ آئے تو کیسا دکھاے

نعت سرور کائنات مفخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و اصحابہ وسلم

قلم اور نعت شہ انس و جان ‏ یہ حسرت یہ منہ یہ بریدہ زبان
کرے جنکی مدحت خدا آپ خود ‏ کرے جنکی نعت خدا آپ خود

ثنا اونکی انسان کیا کر سکے ۔ ثنا کیا نہ چون و چرا کر سکے
خدا نے کہا آپ لولاک جب ۔ کرے اور تعریف کیا کوی اب
اوٹھائے اگر پردہ احمد کا میم ۔ احد ہی کو دیکھے نگاہ سلیم
بلا سایہ احمد احد لا شریک ۔ ہوا پردہ میم کیسا شریک
کوئی بھید کھلتا نہین میم کا ۔ یہہ نکتہ ہے محتاج تعلیم کا
سمجھنا تو اوسکا کچھ آسان نہین ۔ جو غافل رہے زیب انسان نہین
بظاہر تو مشکل نہین ہے یہہ بات ۔ اسی بات مین ہے نہان کنہ ذات
اگر دیکھئے تو ہے اک بات اور ۔ گھڑی بھر ذرا کیجئے اس مین غور
وہی میم سر بھی محبت کا ہے ۔ لب محرم راز وحدت کا ہے
محمد کا بھی حرف اول وہی ۔ ہے محمود مین بھی وہی حرف ہی
سراپائے مخدوم بھی ہے وہی ۔ سراپائے معصوم بھی ہے وہی
اوسی مین ہے راز دو عالم نہان ۔ اوسی مین تماشائے کون و مکان
جو سایہ نہ تھا اوسکا یہہ تھا سبب ۔ کہ تھا جسم اقدس فقط نور رب
محمد بھی احمد بھی محمود بھی ۔ وہی حمد حامد کا مقصود بھی
خدا اوس کا حامد وہ محمود ہے ۔ وہ عابد خدا اوس کا معبود ہے

خدا کا ہے محبوب مختار کل | سب اوسکے ہین تابع وہ سردار کل
لقب رحمت عالمین اوسکا ہی | یہہ دنیا بھی اونکی ہی دین اونکا ہے
زمین کرم آسمان کرم | جہان کرم راز دان کرم
سہاتا ہے سر پر شفاعت کا تاج | خداوند عالم کی رحمت کا تاج
خدا نے کیا خاتم الانبیا | خدا نے کیا افسر الاصفیا
خدا اور نبی مین ہے راز دنیا | بتاتی ہے معراج کی شب یہہ راز
برابر ہے مولانا جامی کی بات | خدا کے سوا سب سے برتر وہ ذات
کلیمی کہ چرخ فلک طور اوست | ہمہ نورہا پرتو نور اوست
چراغی کہ تا افروخت نور | زچشم جہان روشنی بود دور
ہر اک کو ہے معلوم سب انبیا | ہین مقبول و معصوم سب انبیا
خداوند عالم کے وہ خاص ہین | وہ مجموعۂ خلق و اخلاص ہین
جو ہو حسرت مدحت پنجتن | موٴدب خبردار کھولے دہن
جسکا سر اسے پر ثواب عرض کر | درود آل و ازواج و اصحاب پر

منقبت اہل بیت وجملہ بزرگان دین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

کرے کس زبان سے قلم منقبت | تہی نی مین کیونکر بھرے معرفت

بمصداق ضرب المثل اب قلم — چلا جوش الفت میں یارب قلم
وہی چھوٹے منھ سے نوالے بڑے — ارے ایسی باتوں کے چسکے پڑے
تمام آل و ازواج و اصحاب پاک — ہیں مقبول درگاہ وہاب پاک
نبی کے جو ہیں منتخب چار یار — عناصر ہیں وہ قالب دین کے چار
ابوبکر و عمر اور عثمان علی — مسلسل ہر اک کی خلافت رہی
کیا دین اسلام کو پایدار — نبی اکرم کے سچے تھے یار
معظم مکرم ہیں بارہ امام — ہر اک تھے دلبند خیر الانام
جو ہیں پیشوا دین کے چار تن — وہ ہیں رہبر و مقتدائے زمن
شہ اولیا دستگیر زمان — عزیز خدا پیر صاحبدلان
وہی غوث کونین اعظم وہی — وہی قطب اقطاب اکرم وہی
خدا کے ہیں احباب کل اولیا — خدا کے ہیں مقبول کل اصفیا
جو دیندار ہیں اونکی کیا بات ہے — مزے دار اونکی ہی اوقات ہے
تو ان سب کے صدقے سے رب العلا — مجھے بخش دل کو مرے کر صفا
تصدق سے ان سب کے مجھکو خدا — تو عصیان کی بیماری دے شفا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

مناجات مین بھی ہے کچھ بولنے | قلم راہ تکتا ہے منہہ کھولنے
فقط فضل خالق کا امیدوار | ہے یہہ نخل لب خشک و بے برگ و بار
ہمیشہ غرض مند معذور ہے | کہ اپنی غرض کا وہ مجبور ہے
دعا اپنی مطلب کی کرتا ہے وہ | کہ سوجان سے مطلب آ مرتا ہے وہ
گنہ گار ہون تیرا بندہ ہون مین | سیہ کار ہون تیرا بندہ ہون مین
نہ تجھ سے کرون عرض کس سے کرون | ترا بندہ ہو کر مین مایوس ہون
گناہونکو سارے مرے عفو کر | ہدایت مجھے نیک دے عمر بھر
مجھے میرے بچونکو رکھ شاد تا | تو صحت سے عزت سی کر بامراد
مرے اہل خانہ بھی احباب بھی | برادر عزیز اون کے انساب بھی
ترے فضل سے سب رہین شادکام | گذر جاے راحت سے ہر صبح و شام
مجھے اوران سب کو ایمان دے | تو ہمدردی آمان اور نان دے
مجھے دے تو ایسا دل دردمند | جسے غیر کے دکھ سے پہنچے گزند
فقط دوست کیا بلکہ دشمن کو بھی | عنایت ہو جو مانگتا ہون وہی
عزیز و اقارب ہون سب بامراد | نہون میرے بدخواہ بھی نامراد
بہتر دے تو مرگ مفاجات سے | امان دے تو جملہ بلیات سے

جو غم ہے نوشتے مین تقدیر کے
تو غمگین رہون غم مین شبیر کے

اسی غم مین نکلے مری جان بھی
نکل جاے مدت کا ارمان بھی

عطا کر مجھے حب آل رسول
مری عرض کو حق تو کرلے قبول

محبت تری تیرے احباب کی
عنایت ہو عاصی کو رب نبی

مرے وسوسون کو تو سب دور کر
مری التجا کو تو منظور کر

مجھے دین و دنیا مین عزت کے ساتھ
تو رکھ خالق پاک حرمت کے ساتھ

ترے فضل سے کچھ نہین ہے بعید دور
بر آئے امید دل ناصبور

زرا التجا میری مقبول ہو
الٰہی دعا میری مقبول ہو

ترے پاک محبوب کے واسطے
ترے پیارے مطلوب کے واسطے

دعا اس گنہگار کی ہو قبول
بحق رسول و بہ آل رسول

داستان تعریف مین عشق کے اور بیان مین فرق عشق و حسن کے

پلا دے شراب محبت کا جام
ترے صدقے اے ساقی لالہ فام

کھلے جس سے دل مین گل داغ عشق
دل داغی ہو لالۂ باغ عشق

نہو عشق تو زندگی ہیچ ہے
نہو تا نہ تقدیر کا پیچ ہے

خدا دوست دشمن کو دی گنج عشق
کہ ہے وجہ تفریح کی رنج عشق

اسی کی خلش ہے گل نوبہار — مزیدار ہے کسقدر انتظار
اسی کی ہے بو باس تفریح جان — اسی کی ہے رنگت پہ نیرنگیان
سبھون کو یہہ قرۃ العین ہے — یہی دولت پاک دارین ہے
اسی کی کشش دیکھو ہر ایک مین — نہان و عیان ہر بد و نیک مین
ہے وجہ ظہور دو عالم یہی — یہی باعث فخر آدمؑ یہی
یہی حاصل کشت ادراک ہے — نہو یہہ تو پھر آدمی خاک ہے
دلیل شرف ہے یہی ایک شی — سمجھ کر تو دیکھو یہہ کیا چیز ہے
کیا خاک نا چیز کو اس نے پاک — ہوی سرمہ چشم حق بین یہہ خاک
کہین آتش و آب و خاک و ہوا — کہین پا بھی سکتے تھے یہہ مرتبا
اسی کے سبب سے یہہ رتبہ ملا — ملایک نے آدمؑ کو سجدہ کیا
مرے دل کو دے یا الہی یہہ گنج — بھرے عشق سے اور رہے حسن سنج
مگر اب کے قصون مین جو عشق ہے — وہ سر سے قدم تک فقط فسق ہے
اوسی عشق کو خانہ ویران کہون — اوسی عشق کو خصم انسان کہون
وہی دشمن ننگ و ناموس ہے — وہی شمع ذلت کی فانوس ہے
وہی خستہ حالی کا پیغام ہے — جو ملتا ہے اوس سے وہ بدنام ہے

رکھا فسق کو عشق کا نام پاک
کیا میں نے عمر ہو کے کی تٹی کو چاک
سبب شوخ چشمی کا ہے شاعری
اسی سے ہوی ہند کی ابتری
اسی سے بھری ہے ہر اک نظم و نثر
مثال پری ہے ہر اک نظم و نثر
اگرچہ میں شاعر ہون منصف بھی ہون
اسی وجہ رمزون سے واقف بھی ہون
اسی کی رعایت ہے اسمین جناب
بری ایسے دھبے سے ہی یہہ کتاب
مگر عشق کے جو مخالف ہین لوگ
او نہین نے شعوری کی ہے تدارک

سبب تصنیف

وہ ساغر پلا ساقی شوخ و شنگ
کہ جس سے جمے دن بھلنے کا رنگ
لگا کر مجھے برف مین دے شراب
ہوا فکر کی آگ سے دل کباب
خیال آگیا اک کہانی لکھون
ابھی خواب غفلت مین کب تک رہون
نہین زیست کا کچھہ نہین اعتبار
رہے ہر طرح بس سخن یادگار
سلامت سے اسمین رہا مجھکو کام
کہ یہہ ہو پسند دل خاص و عام
خطا گر ہوی ہے تو بیجا نہین
بشر ہی تو ہون کچھہ فرشتا نہین
اگر ہو سکے عیب پوشی کرو
نہ زنہار ہمت فروشی کرو
الا اے خردمند فرخندہ خو
ہنرمند نشنیدہ ام عیب جو

پڑھیں مثنوی جب کریں یہ دعا | کہ پرتو کا ہووے جہانیں بھلا
یہاں سے تو آغاز ہے داستان | زیادہ کروں اس سے کیا میں بیان

آغاز داستان

خدا کی خدائی میں تھا ایک شاہ | غنی صاحب اقبال انجم سپاہ
خردمند وعادل سخی وجری | بہت باخبر اور بہت متقی
تھا شاہنشہ باج ور داوس کا نام | تھا دارالامان سلطنت کا مقام
ہر اک غم سے دل اوسکا آزاد تھا | فقط رات دن رنج اولاد تھا
یہ غم تھا کوئی لڑکا بالا نہ تھا | تھا اندھیر گھر کا اوجالا نہ تھا
اوسیکا خیال اور اوسیکا ملال | نہ تھا دولت و مال سے شاد حال
طلب گار حق سے تھا گو یاس تھی | اسی امیدواری ہی سے آس تھی
نشاید سر از بندگی تافتن | کہ دولت بطاعت توان یافتن
دکھایا دعاؤں نے آخر اثر | شہنشاہ بیگم ہوی باردر
بہت اسکا تھا خدا پر اوسے | خوشی کیوں نہ ہوتی میسر اوسے

داستان شہزادے کے تولد کی

بہار آئی دے ساقی گلگوں شراب | ہے تحویل برج حمل آفتاب

ہوا خواہون کے رنگ لائے نصیب | وہان آئے ہین عیش و طرب کے قریب
ہوئے نو مہینے جو پورے ادہر | تولد ہوا خوب صورت پسر
تہا سر ایک سرمایۂ رنگ حسن | سراسر وہ گل شاہد شنگ حسن
بہے بو باس مین زعفران بہور بال | ہتا وجہ فرح زعفرانی جمال
جبین رشک آئینۂ برگ گل | ہر اک چین رگ سینۂ برگ گل
گل نرگس انکہون کو کہنا غضب | یہ سنتے ہی سامع نہ بولینگے سب
وہ آنکہین کہان اور نرگس کدہر | کہان چشم نرگس مین نور بصر
وہ آنکہین برابر جو کہلی نہین | نظر مین ثنا گو کی تہتی نہین
ہر اک ابرو اک مصرع حسن ہے | یہ پیوستہ اک مطلع حسن ہے
حقیقت مین وہ چشم و ابرو تمام | دکہاتی ہین یہ بات مالا کلام
نشان خط داد و استاد ہین | تہ بیت ابرو یہ دو صاد ہین
مژہ دیدۂ مست پر اسطرح | رہے بارہ میخانے پر جسطرح
یہ کچہ نرم ہے اوس کا ہر ایک کان | سزاوار ہے کہئے نرمی کی کان
طربناک معصوم کی ناک ہے | کہ یہ عیب خود بینی سے پاک ہے
کچہہ ایسے ہین شیرین لب شیرخوار | کہ بو باس سے خود ٹپکتا ہے پیار

کرے نام حق کے سوا کچھ نہ بات ۔ کہان بات ان لب کی لائے نبات

کوئی دانت منھ مین نہین غم نہین ۔ کہ بے اعتنائی سے برہم نہین

کسی شی پہ دانت اب لگاتا نہین ۔ کبھی بے زبان منھ کی کھاتا نہین

وہ گردن ہتیلی کی بالی ہوی ۔ اوٹھانے مین چوکے تو ہنسلی گئی

وہ سینہ کہ جس مین دل پاک زاد ۔ کرے خود فراموشی مین حق کو یاد

وہ ناف اوسکی جس سے ابھی نال دور ۔ اسی ناف کو نافہ کہنا ضرور

وہ موے کمر موے بینی ہی یار ۔ زرا بل جو کھاے ہو دل اشکبار

اب آگے شگوفہ ہے طرز بہار ۔ قلم نخل گل بار بنتا ہے یار

ہی اک شاخسار اوسمین بہول اک کہون ۔ کبھی سرفراز اور کبھی سرنگون

وہ زانو کہ نوزا اولٹ کر بنے ۔ اگر دیکھ لے آئینہ رو تنے

وہ ساقین کہ ساقی کے اوڑجاے ہوش ۔ شنا سنکے شیشہ ہو پنبہ بگوش

ہین وہ دست و پا اسقدر نرم نرم ۔ جنہین دیکھ کر روئی کو آئے شرم

وہ بس انگلیان موے مژگان تمام ۔ رہین آنکھ پر رات دن صبح و شام

کہان ہاتھ اور پاؤن کو ہے قرار ۔ مشی ہے یہ جنبش نہین بار بار

خدا کی مشیت ہی تقدیر ہے ۔ غذا ہضم ہونے کی تدبیر ہے

سوال ان کا رونا ہے بہر غذا
عجب پند ہے ان کی میٹھی صدا

خبرداروں نے شہ کو واقف کیا
یہ سنتے ہی مژدہ بہت خوش ہوا

کہا شکر ہے تیرا پروردگار
ہوی کامیابی امیدوار

مراتب سے گذرین جو نذرین تمام
کیا حکم شہ نے کہ ہو جشن عام

ہوا حکم تو دیر کس بات کی
منائی خوشی چہل دن رات کی

بجے شادیانے بڑے شور سے
سلامی کی توپین چلین زور سے

ہر اک کو خوشی کی خبر ہو گئی
خبر خود مسرت اثر ہو گئی

یہ کچھ رات دن راگ کا تھا سمان
تھی اندر کی محفل زمین پر عیان

ہوی ساتوین ان بڑی ہوم دہام
رکھا جان جان شہ نے بیٹے کا نام

پسر جان سے بھی عزیز اوسکو تھا
اسی واسطے نام ایسا رکھا

تولد سے چھلے تلک صبح و شام
رہین شادیان سب رہے شادکام

ملے سب کو انعام جوڑے ملے
ہر اک رسم مین غنچۂ دل کھلے

غرض چھوٹی رسمین وہ رسمی ہوی
بڑی ایک چھلے کی شادی ہوی

ملے جوڑے انعام ہر ایک کو
سزاوار اون کے بد و نیک کو

وہ پاتے ہی جوڑے ونکو پھولا سب
ہوے پھول کر گل وہ گلفام سب

زنانے مین چھلے کی رسمین ہوئین — تو باہر بھی نذرین دکہائی گئین عله

ہوی چھٹی جب اون کو اس کام سے — عقیقہ ہوا دہوم اور دہام سے

داستان رسم شوربا چشی کی

کہ اب آج ساقی ہو ہمراہ مے — کہ اب شوربا چشی وہی طفل ہے

جہان چھ مہینے کا بچہ ہوا — چکھانے کا شمہ نے تہیہ کیا

بڑی دہوم سے رسم ادائی ہوی — رہی رنگ شادی جمائی ہوی

ہر اک بات عادت کی ہونے لگی — نمایش مسرت کی ہونے لگی

ہر اک اہل خدمت کو جوڑے ملے — اور انعام مین زر کے توڑے ملے

ہوئے سب کے سب شاد صرف رسوم — مچی ہر طرف شادمانی کی دہوم

گھڑی رسم کی جب کہ آئی وہان — ہوئین جمع سب عورتین بیبیان

لیا گود مین بچے کو ایک نے — چکھائی اوسے کھیر اوس نیک نے

چکھائی اوسے کھیر پہلے ذرا — چکھایا گیا پھر اوسے شوربا

غریبون کے بچون کی بھی ساتھ ساتھ — چکھانے کی رسمین ہوئین ہاتھون ہاتھ

غرض جب نمک نے چکھایا اوسے — تو پھر دودھ کچھ خوش آیا اوسے

فراغت ہوی رسم سے جس گھڑی — ہوی دہوم نذرون کی باہر بڑی

عله زنانون مین چھٹے کی رسمین ہوئین ۔ ہر اک گھر مین خوشیان منائی گئین

بفضل خدا دن جو پورے ہوے | گرہ سال کی بھی پڑی دہوم سے
وہ گلفام سرو روان جب ہوا | ہوے باپ مان شکل قمری فدا

داستان رسم فطام کی

زرا شیر می مین ملا ساقیا | بڑہاتا ہے دودہ اب اوسی طفل کا
رضاعت کی مدّت گئی جب گذر | کیا شاہ نے قصد رسم پسر
کیا حکم یہہ خاصان کو | کہ اس رسم کو تم سرانجام دو
اوسی اگلی سی شوکت و شان سے | اوسی شادمانی کے سامان سے
مہیّا ہوا وہ جو درکار تھا | سب اسباب گویا کہ طیار تھا
ملے جوڑے ہر اک زن و مرد کو | دیا خوب انعام ہر فرد کو
دیا دائی کو سب سے بھاری لباس | کہ تھا بادشہ وہ بہت حق شناس
مچی ڈیوڑہی پر خوب نوبت کی دہوم | ہوا گاینون کا محل مین ہجوم
جہان رسم کی ساعت آئی وہان | ہوا اور دونا خوشی کا سمان
گئین بی بیان ساری بیٹھ آسپاس | دیا بچہ کو لاکے دایہ کے پاس
پلانے لگی دودہ جسوقت دائی | تو ایلوے نے کچھہ اور تلخی دکھائی
لیا شیر سے منہہ کو بچہ نے پھیر | ہوا صاف گھبرا کے گیدڑ وہ شیر

ہوا رسم کا جب وہان اختتام ہوئے نذر دینے کو حاضر تمام

داستان رسم ختان کی

مجھے ساقیا تیز دارو پلا کہ ہے معرکہ شمع و گلگیر کا
پھر اشاہزادے کو جب چوتھا سال ہوا بادشہ کو ختان کا خیال
نہ شاہون کو گو بات یہ راس تھی مگر بادشہ تھا بہت متقی
کہا دل سے سنت بجا لائیے وہی ہوگا میرا خدا جو کرے
وہی جوڑے انعام عشرت وہی وہی دھوم دھام اور نوبت وہی
ضروری جو تیار سامان ہوا مسرت سے مملو ہر انسان ہوا
جہان ختنہ کا وقت آیا قریب سماں اک ہوا اوس جگہہ دلفریب
جو حجام **لالو** تھا اوستاد فن تھا حاضر وہ مشتاق پیر کہن
اوسے دیکھکر **جان جان** ڈر گیا ابھی باہر آیا تھا اندر گیا
وہ جو پیش خدمت تھین اندر تمام اوسے لائین سمجھا کے باہر تمام
ختان سے فراغت ہوی جس گھڑی ہوی ہر بشر کو مسرت بڑی
ہوی بس مسلمانی کتنون کی وان دعائین لگے دینے خرد و کلان
وہ گنتے تھے دن سب بفضل خدا نصیبون سے اکیسوان دن ہوا

کیا غسل شہزادے نے جب وہان
منائی گئین دہوم سے شادیان

ہوی رسم گلپوشی کی بھی ادا
رکھے شاد اس سارے گہر کو خدا

جو حقدار جس چیز کا ہو گیا
برابر اوسے اوس کا حق سب ملا

خبر کیا کسے پاس کہتے تھے سب
امید و رجا ہی سے رہتے تہے سب

نہ تھا شہر مین یاس و حرمان کا نام
اگرچہ غلو سے ہے پر یہہ کلام

مگر جہوٹ بھی تو نہین ہے یہہ بات
کہ اسپر دلیل مبین ہے یہہ بات

نہ توڑی ہے حجام کی بھی تو آس
کہ تھا وہ شہ عادل و حق شناس

کٹورے کی جاگیر حجام کو
شہنشاہ نے دی بہت شاد ہو

ہوی رسم جب ختم اس دہوم سے
لگے نذر دینے وہ چہوٹے بڑے

داستان رسم مکتب کی

ہو ساقی مئی ارغوانی کا دور
کہ آیا ہے بسم اللہ خوانی کا دور

یہہ وہ مے ہے مذہب مین جو ہے حلال
کہ حرمت سے ہے پاک آب زلال

اسی طرح ہر رسم ہوتی رہی
سحر روز مکتب کی روشن ہوی

ہوا پھر وہی شادیون کا سمان
بہرے عشرتون سے زمین آسمان

وہی عیش عشرت وہی راگ رنگ
دکھائی خوشی نے وہی پہر ترنگ

دیئے شہ نے انعام و خلعت وہی
وہی بخششین اور سخاوت وہی
کئی بچے مکتب مین بھی ساتھ تھے
دعا کو او ٹھے خلق کے ہاتھ تھے
ہوی رسم مکتب بڑی شان سے
پڑہی اوس نے اقرا دل او رجان سے
پس رسم شب مین تھا دربار عام
دکھانے لگے نذر سب شادکام
اسی دن سے قرآن پڑہنے لگا
برس چار مین ختم اوس نے کیا
ہوا جشن ختم کلام خدا
معلم کو انعام دونا ملا
کریا سے کی ابتدا فارسی
اوسے چند عرصے مین تحصیل کی
کیا علم تازی سے حاصل فراغ
معلم کے دل ہو گئے باغ باغ
ذکاوت سے اوسکی بہت شاد تھے
کئی شہر اوستاد اوستاد تھے
ہر اک علم اونہون نے پڑہایا اوسے
سراپا یہہ زیور پہنایا اوسے
تہا ہر اک قلم مین وہ یہہ خوش قلم
کہ تھا جوڑ کا خوش نویسون کم
شجاعت کے جتنے تہے سیکہے وہ فن
دیا اوس کے آگے ہر اک فیل تن

داستان رسم نازکی

پلا مجھکو ساقی شراب طہور
نہون تا کہ سر سے فرا ہوش دور
مجھے ہوش مین رکھ کے دکہلا دے تو
عوض جام و مینا کے ظرف وضو
کرے جوش دل مین عبادت کا دہیان
کرے سعد مجھکو سعادت کا دہیان

لہو لعب مین کب تلک مین رہون
کوئی داستان نماز اب لکھون

ہوا ہفت سالہ جو وہ نونہال
ہوا متقی بادشہ کو خیال

پڑھاؤن نماز اپنے فرزند کو
دکھاؤن رہ راست دلبند کو

عبادت مین پہلے ہے سب سے نماز
اسی مین ہے خوشنودی بے نیاز

یہ کیا فرض پہلا اگر چھوٹ جائے
فرا کیا جو یہ سلسلہ ٹوٹ جائے

جو ہے دوسرا فرض روزہ بھلا
اوسے دہوم سے کرکے آئین ادا

نماز اک علامت ہے ہر کام مین
یہی فرق ہے کفر و اسلام مین

رہے اس سے طاہر بدن اور لباس
کرے پاس وقت اعزیز اسکا پاس

سکھاتا ہے قرآن ہمکو نیاز
کہ پہلے ہی اسمین ہے شکل نماز

کہ کرتے ہین ثابت الف لام میم
قیام و رکوع و سجود ای سلیم

مقرر کیا رسم کو ایک دن
جب آیا بڑی چاہ سے نیک دن

ہے مذہب مین سعد اس سے مقصود وقت
عبادت کرے جب کہ مسعود وقت

وہی نحس ہے وقت اونکی خو
کہ جب وقت ہم سے عبادت نہو

ملے حسب دستور و عادت تمام
وہان سب کو انعام و خلعت تمام

ادا کی گئی رسم عشرت کے ساتھ
نہایت تکلف کی دعوت کے ساتھ

جہان وقت آیا عشا کا قریب
وضو سب بنانے لگے خوش نصیب

وضو کر کے پھر صف بصف تمام
کھڑے مقتدی چند اور اک امام

ہوے سب کے سب حاضر اس کام مین
تھے مشغول وہ فرض اسلام مین

وہ معصوم بھی اوس مین مشرف تھا
بہت شاد و فرحان و مالوف تھا

دیانت ختم جب رسم عبادت ہوی
تکلف سے بزم ضیافت ہوی

فراغت ہوی جبکہ ہر کام سے
مشرف ہوئین نذرین انعام سے

داستان رسم صوم کی

پلا ساقیا آب زمزم کا جام
کہ درپیش ہے دور ماہ صیام

لگا گیارہوان سال جب یہہ کھٹی
کہ اس سال مین رسم ہو روزہ کی

ہوی پھر وہی شادیون کی بہار
دئے جوڑے ہر اک کو پھر زرنگار

دیا مفلسون کو یہہ للہ زر
کہ چھوٹا نہین کوئی محتاج گھر

خوشی شہر مین اور دونی ہوی
غریبون کو روزے مین روزی ملی

شہنشہ نے کتنون کے روزے کئے
ہوے کتنے بچے ادا فرض سے

ہوی جبکہ تیار بزم سحر
ہوا ماہ وہ پچھلی شب جلوہ گر

بدن پر تھی اک بہاری زرین قبا
زہے طلعت مہر جسپر فدا

چمکتے تھے یہ بند مقیش کے
کرن کا بھی دم بند جس سے رہے

پہنایا جو یا جامہ کمخواب کا
نزاکت نے دی نیند اوسکی اوڑا

کمر سے بندھا پٹکا یہ زرنگار
زمین پر ہوی آسمانی بہار

جواہر ٹکے تھے یہ سرپیچ مین
رہین جوہری لوٹ پیچ پیچ مین

مرصع کا جیغہ چمکتا ہوا
غضب حسن کلغی سے دونا ہوا

زہے اوسکے موتی کے لڑی کی آب
ہوی دیکھہ غلطان ثریا کی تاب

ہوا زیب سفرہ شہ تاجدار
لئے ساتھہ فرزند عالی وقار

ہوے ہمنوالہ امیر و وزیر
ہوے خوش نہایت صغیر و کبیر

تناول سے فارغ ہوے جزو کل
وہان نذر دینے لگے جزو کل

گیا جان جان جب محل مین وہان
ہوئین رسم گلپوشی کی شادیان

ہوی حسب دستور جب رسم ادا
دوا دائیون نے لیا گھیر آ

بلائین لگین لینے جھٹ پٹ وہ سب
دعائین لگین دینے جھٹ پٹ وہ سب

کہا تیرا بستار ہے کاج کام
اوتارا لباس اور زیور تمام

حوایج سے فارغ ہوا اپنی تمام
بہت جلد وہ شاہ عالی مقام

بلا پاس بیٹے کو پانی پلا
پڑہا نیت صوم کہنے لگا

کہ بابا سدہار واب آرام پاؤ
نہ پانی پیو اور نہ کچھ چیز کھاؤ

ہوا جلوہ گر حسن نورِ سحر
کہ تھا وہ تو وقت ظہور سحر

کہا نیند نے جا کے اب سو رہو
گیا وہ قمر وش چھپر کھٹ مین سو

ہوا دن تو اوٹھا وہ خورشید وش
پھر ایک ہوتے ہی تھا حال غش

کیا اشتہا نے قیامت کا دن
ہوا اوس کے حصے وہ آفت کا دن

یہ بیتاب ہونا تھا اسکا سبب
یہ سن اوس کا اوسپر تحمل غضب

ہوی دوپہر جب ہوی تیز دھوپ
ہوا پیاس سے اور کچھ اوسکا روپ

ہزارون ہوے حرف سمجھانے مین
ہر اک طرح اوس گل کو بہلانے مین

بجا جسگھڑی وان پہر تیسرا
جمانے لگی رنگ رسم حنا

ہوا وقت افطار کا جب قریب
ہوا اور بیتاب وہ دل فریب

ہوی شام اوس کو مناتے ہوے
عجایب تماشے دکھاتے ہوے

کھلا اوس کا روزہ تو پہر سما
بس آمادۂ سجدۂ شکر تھا

ہوا یعنی سورج قریب غروب
کیا اوسکو آراستہ سب نے خوب

پہنایا اوسے ایک جامہ وہ لال
ستارونکا تہا کام جسپر کمال

کنارا کناری سے تہا بیحساب
جواب اوس کا کیسا کہ تھا لاجواب

ٹکا تھا جو در دامن اوس پر تمام — تھا سب بیش قیمت جواہر کا کام
اوسی کے موافق جواب اوسکا تھا — وہ جامہ تمام انتخاب اوسکا تھا
اور اک پاجامہ وہ پہنا دیا — کہ دیکھہ اطلس چرخ نیلا ہوا
وہ پٹکا کہ جسپر تھے موتی نثار — ہوا جس سے نیسان کا دل داغدار
وہ سرپیچ جس سے یہہ سب کچھہ تھا ہیچ — تھا ہر پیچ تقدیر عاشق کا پیچ
وہ جیغہ کہ جس سے زمرد کو آب — وہ کلغی کہ جسپر ثریا خراب
جو گردن مین موتی کا مالا پڑا — تھا ثابت ثریا کے لالا پڑا
پہنتے ہی الماس کے نور تن — ہوا رشک ماہ فلک گلبدن
وہ انگلی مین ہیرے کی انگشتری — کہ زہرہ ہوی دیکھکر مشتری
ہوا آراستہ یون وہ رشک قمر — ہوا زیب محفل بصد کر و فر
یہہ پر نور قندیلون سے باغ تھا — فلک کو بھی جس نور کا داغ تھا
بہو کا وہ سارا گلستان ہوا — ہر اک سرو سر و چراغان ہوا
سلگتے تھے مہتاب ہر رنگ کے — جو مہ دیکھے سورج کی جوت جلے
زمین پر جو چھرکی گئین چمکیان — ستارون کے منہ پر ہوئین ضو فشان
پڑا تھا یہہ فوارہ نین وان کے ریز — کہ اخگر چمکتے تھے پانی مین تیز

وہ تنکے دکہاتے تھے یہہ واہ تاب
خجل ہوکے روپوش تھا ماہتاب

یہہ پانی چمکتا تھا اوس رات مین
ہو آب بقا جیسے ظلمات مین

تہے روشن قنادیل یون تو ہزار
مگر طرفہ واللان کی تھی بہار

تہا اک جہاڑ جسمین تھے قندیل سو
بناتی تھی دن رات کو اوسکی ضو

لب بام سے لیکے سڑہیون تلک
بچھایا گیا فرش بانات الگ

سفید اک بچھی بام پر چاندنی
گئی صاف دل سے اوتر چاندنی

روپیلے سنہرے ورق سے وہان
ملمع تھے دیوار و در ضوفشان

یہہ دلچسپ تھے اون پہ نقش و نگار
کہ نازان رہے صفحۂ روزگار

ہر اک جا مکلف تھین میزین بچھین
تہین اون پر ضرورت کی جو چیزین رکہین

دہرے اک طرف میوے اور مغزیات
بس اک سمت شربت حریرے نبات

تکلف تہا سامان افطار مین
مزا تھا دو چند اون کی تکرار مین

ہر اک چیز قند مکرر ہوی
ہر اک کو حلاوت میسر ہوی

سہانا سمان دیکہہ اوس شام کا
موذن نے اللہ اکبر کہا

اذان ہی کے تھے منتظر سب وہان
اذان ہوتے ہی ٹوٹا قفل دہان

کیا سب نے افطار اوس مہ کے ساتھ
ہوئین خالی میزین وہ سب ہاتہون ہاتھ

نماز اپنی مغرب کی کر کے ادا
ہوے صرف آب و طعام التقیا

فراغت ہوی کہانے پینے سے جب
گہرون کو گئے دیکھے ندیم سب

محل مین در آمد جو مسرور ہوا
ہوئین ساری رسمین وہان کی ادا

داستان فتنہ گر یعنی دختر شاہ جادوگران حسن شاہزادہ جان جان پر فریفتہ ہو کر جادو کے زور سے اپنے مکان مین اوٹھا منگوانا

پلا ساقی اک جام بہر کر زرا
کہ ہوتا ہے خالی گہر اب شاہ کا

نہایت شہ جان جان تہا حسین
ہوی دہوم اوس حسن کی ہر کہین

کوئی دختر شاہ جادوگران
ہوی شور یہہ سن کے دل مین طپان

دل و جان سے اوس پر ہوئی فدا
فقط سن کے بے دیکھے تہی مبتلا

کیا عشق نے دل مین جب اوس کے گہر
ہوئین صدمہ ہجر سے آنکہین تر

تصور مین رخ کے کئی دن گئے
کئی رات تہی پیچ مین زلف کے

سراپا جو کرتی تہی اوس کا خیال
سراپا ہوی جاتی تہی غم و ملال

بڑہی رفتہ رفتہ یہہ کچھ بیکلی
ہوی ساحرہ کو بہت کہلبلی

کہا زور جادو کا دکھلائیں
کسی طرح بس مین او سے لائین

یہہ کہکر موکل کو اوس نے بلا
کہا جان جان کو یہان لا اوٹہا

رمانُن سے گیٔ حسب ارشاد وہ | اوسے لاکیا اوسکو پھر شاد وہ

داستان مبتلای غم والم ہونا ماںباپ کا شاہزادہ جان جان کے گم ہونے سے

پلا ساقیا بادۂ غم گزا | کہ اب آگے ماتم کا ہے سامنا
یہان سے کہون فتنہ گر کا فسانہ | مراد اپنی پانے کیا نامراد
ہوی آپ عاشق تب پھر کیا کیا | اوٹھا جان جان ہی کو منگوالیا
کہون کیا جو اون سب پہ صدمہ ہوا | قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
کہلی نیند سے آنکھ جو اک کی وان | نہایت غم اندوز دیکھا سمان
ہوی دیکھتے ہی یہہ روداد دنگ | رمیدہ ہے آہو دویدہ پلنگ
گیا ہوش اوسکو جب آیا ذرا | دیا سارے سوتون کو رورو جگا
جو دیکھا تھا اوس نے دکھایا اونہین | چھپر کھٹ کو عنقا بتایا اونہین
کہا چوکی والون نے کیا ہو گیا | غریبون پہ محشر بپا ہو گیا
کوئی رہ گئی ماتھے کو اپنے کوٹ | کوئی بیٹھی روتی ہوی پھوٹ پھوٹ
کوئی سینہ کوبی سے بیہوش تھی | کوئی اشک پی پی کے خاموش تھی
کوئی بیقراری سے بیکل ہوی | کوئی اشک باری سے بادل ہوی

کوئی درد سے آہ کرتی رہی — کوئی پھوڑ کر سر کو مرتی رہی
کوئی کہکے ہیہات ملتی تھی ہاتھ — کوئی سر ملا بیٹھی زانو کے ساتھ
کسی نے کہا ہائے کمبخت خواب — برا ہو ترا شہ کو دون کیا جواب
کسی نے کہا ناک چوٹی گئی — کسی نے کہا ہاے روٹی گئی
کسی نے کہا ہم پر آئی بلا — کسی نے کہا سچ کہا اے بوا
کسی نے کہا ہے ستاروں کا پھیر — کسی نے کہا ہو گئی زیست سیر
کسی نے کہا قہر ہے کچھ عجب — کسی نے کہا ہائے رنج و تعب
کہا ایک بوڑھیا نے جو ہو سو ہو — کہو شاہ سے جا کے دیوانیو
گئی اک وہاں دوڑ کر شہ کے پاس — ہراسان ہراسان ہی کی التماس
سنی بادشہ نے جب ایسی خبر — کہا ہاے اے میرے نور بصر
کہا ماں نے ہیہات بخت نگون — قیامت ہے مجھپر تجھے کیا کہون
کیا رات کو سب نے رو رو سحر — ہوا ہائے کیا صدمہ اون لوگ پر
ہوا روز عید انکو ماتم کا روز — وہ دل شاد دہا ہوئے سینہ سوز
تھا جسطرح بس عشرت افزا وہ باغ — ہوا صرصر غم سے گلزار داغ
گلستان میں سب خاک اوڑنے لگی — صبا اپنی وحشت نہ کہنے لگی

وہ فوارے تھے جو اوچھلتے کھڑے | تو کھا کھا کے غش سحر بہل گر پڑے
اوڑانے لگے دہوں مرغ ہوا | تہی برگشتہ قسمت نسیم و صبا
دکھاتی تھی رونے کا شبنم اثر | ہر اک انگھہ نرگس کی تھی چشم تر
گلون کی تھی چھاتی پھٹی درد سے | ہوی سرو بلبل دم سرد سے
سیہ روئی سے کرتی سوسن حجاب | نہ سنبل کا تھی کوئی جوگن جواب
یہی شہر مین شور گھر گھر ہوا | کہ شہزادہ گم رات سے ہو گیا

داستان فتنہ گر دختر شاہ جادوگران شہزادہ جان جاں باز کو اپنے مکان مین لیجا کر رکھنا

پلا ساقیا مجھکو وہ جام بھر | کہ ہو جائے صندل پئے درد سر
پریشانیون سے جو تسکین پاؤن | تو حال اک غریب الوطن کا سناؤن
وہان سے اوسے فتنہ گرنے اوڑا | چھپا اپنے اک باغ مین لا رکھا
وہ سرسبز تھا سحر کی آب مین | نہ دیکھے خیال بشر خواب مین
ہر اک چشم نرگس وہ جادو بھری | فدا جس کے غمزون پہ جان پری
وہ سنبل کی زلفین کہ جن مین مدام | بنی جان کے دل مبتلا صبح و شام
وہ رخسار گل جیسے بلبل کی شکل | ہزارون فدائی ہوا خواہ وصل

نیا انکھ کہلتے ہی دیکہا سمان
نئی صورتین اور پرایا مکان

تحیر سے دیکہا اوس ایوان کو
ہوا سخت حیران وہ آئینہ رو

نہ وہ لوگ اپنے نہ وہ اپنا گہر
الٰہی یہہ ہے ماجرا تازہ تر

مین سویا کہان اور جاگا کہان
پڑے خاک غفلت پہ آیا کہان

یہہ مین خواب مین ہون کہ بیدا ہون
رہا ہون کہ سچ مچ گرفتار ہون

کیا خوب ساغور یہہ بول کر
رگڑ کے ملکے آنکہین ذرا کہول کر

دکہائی جو قسمت نے بیگانہ جائے
تو کروٹ بدلدی یہہ کہکر کہ ہائے

تہی پہلو مین بیٹھی کوئی خوبرو
کہا اوس نے گہبرا کے ہے کون تو

کوئی آدمی ہے کہ شیطان ہے
کوئی دیو ہے یا بنی جان ہے

مجہے کون لایا بتا دے یہان
مکین کون اسکا یہہ کسکا مکان

دیا ہنسکے یون فتنہ گر نے جواب
نہ گہبرائیے مجہسے سنئے جناب

سنی حسن کی مین نے جب آپکی دہوم
ہوا شوق صحبت کا دل مین ہجوم

اسیطرح جب شوق حد سے بڑہا
موکل کو بہیجا کے منگوا لیا

ہون بنت شہنشاہ جادوگران
مرا نام ہے فتنہ گر جان جان

مرے باپ کا سحر ایجاد نام
مرے شہر کا سحرآباد نام

الگ باغ ہے یہہ مرے سیر کا / بجا تو ٹہکانا کسی غیر کا
تو سردار میرا ہے لونڈی ہوں مین / یہہ گہر دار تیرا ہے تیری ہوں مین
سنا سحر کا زور دہمکا دیا / دکھا کارخانے وہ پس پا کیا
ہوا شاہزادہ یہہ سنکر ملول / بظاہر ہوی اوسکی صحبت قبول
دکھانے کو منہہ پر ہنسی دل مین غم / ہوا ہجر سے باپ مان کے الم
بہر حال اوس سے وہ بیزار تھا / کہ بیطور بس مین گرفتار تھا
کرے کیا وہ ناچار و مجبور کچھ / نہ تھا گرچہ عشق اوس کا منظور کچھ
ہراسان تھا وہ سحر کے نام سے / رہائی کی دیکھی نہ اس دام سے
کہا دل سے ممکن نہین چھوٹنا / غضب ہے بڑا اس کا دل توڑنا
مراد اسکی سازش ہی مین پائیگا / پھر آگے جو ہونا ہے ہوجائیگا
جو باقی وہ شب تہی بسر ہوگئی / اسی گفتگو مین سحر ہوگئی
وہ دن غرۂ ماہ شوال تھا / مسلمان ہر ایک خوش حال تھا
کہا فتنہ گر نے کہ اے دلربا / نہا دہو کے پوشاک بدلو ذرا
کہ یہہ روز ہے آج کا روز عید / ہو دونی بہار ریاض امید
خوشی عید کی ساحرہ سے بعید / فقط جان جان کے تہی ملنے کی عید

گیا وہ تو مجبور حمام مین | نہایا مگر آب آلام مین
جدائی سے غمگین تہا ماں باپ کی | بہلاؤ مین سدہ بدہ کہان آپ کی
فقط اوسکی خاطر سے بدلا لباس | بدلتا تہا سنہ رنگ جی تہا اوداس
تہا مجبور اصرار سیمین بدن | جواہر کا زیور کیا زیب تن
کیا فتنہ گر نے بہی پورا سنگار | بتائی اوسے بنکے اپنی بہار
اوسے لذت عیش اوسے لطف غم | ہر اک حال مین مست اپنے بہم
رہے دو گہڑی دونون آپس مین مل | شگفتہ ہوا جادوگرنی کا دل
کہا فتنہ گر نے کہ اے خوشخصال | نہون تم خفا تو کرون عرض حال
مرا روز دستور ہے جان جان | مین جاتی ہون مجہکو والد کے یان
وہان دن کو رہتی ہون شب کو یہان | نہو تیری خاطر پہ بار گران
بناوٹ سے کہنے لگا وہ شریر | مجہے دام مین اپنے کرکے اسیر
کرو آپ تم خوب آزاد سیر | رہے قید مین یان مرا حال غیر
گوارا کسی کو یہہ ہوگا کہین | مین ہرگز اکیلا رہونگا نہین
ہے گو سحر کا کارخانہ یہان | مگر مکر و فن سے بہرا ہے جہان
خبر یہہ نہ دشمن کہین کوئی پائے | ہنسا کر مجہے پہر نہ تمکو رولائے

کہا ہنسکے یون فتنہ گر نے کہ این
یہہ گستاخی ساحران اور مین

نہون اس تصور سے غمناک تم
رہین باغ مین اپنے بیباک تم

یہہ کہکر وہان سے وہ رخصت ہوی
اوس آزردہ دل پر قیامت ہوی

ہوا عید کا روز اوس پر غضب
گلے مل گئے درد و رنج و تعب

الم ہاے تنہائی کا جوش تہا
فقط بیکسی سے ہم آغوش تھا

اگرچہ وہان تھے بہت اہل کار
کسی سے مخاطب نہ تھا دل فگار

نہ تھا کچھ ہنسی کھیل سے اوسکو کام
مثل ہے کہ جان خوش جہان خوش تمام

پریشانیون سے جو تنگ آگیا
چھپر کہٹ مین مغموم جاکر گرا

سراپا وہ تصویر افسوس تھا
رہائی سے اپنی جو مایوس تھا

کہا اشک آنکھون مین بھر لاکے ہاے
مقدر نے کیسے مجھے دن دکھاے

الٰہی عجب پیچ مین پھنس گیا
کہ ممکن نہین ہے مرا چھوٹنا

کہان میرے لوگ اور کہان والدین
ہو کیونکر مجھے غیر کے بس مین چین

گیا یاد جسوقت ماں باپ کو
گیا بھول وہ غمزدہ آپ کو

پھر رویا کہ آنکھون سے چشمے بہے
حباب الم دیدہ دریا رہے

بہت غم کے صدمے نے بیخود کیا
ذرا ہوش مین جب وہ پھر آگیا

کہا اپنے دل سے کہ ای بیقرار | نہو اسقدر غم سے تو زار زار
زرا صبر کرنا نہو نا تباہ | نہ پہونکے کہین تجہکو یہہ گرم آہ
اسیطرح حد سے جو غم بڑہ چلے | تو کیونکر یہہ کوہ مصیبت ٹلے
کہان تک ابہی خار غم کہاوئین | تجہی سیر گلشن کی دکہلاوئین
یہہ کہکر چہپر کہٹ سے وہ گلبدن | چلا اوٹھ کے آہستہ سوے چمن
وہ گلرو چمن مین جو داخل ہوا | تو اور خنجر غم سے گہایل ہوا
جو نرگس نے آنکہین دکہائی اوسے | تو سوسن نے غم کی سنائی اوسے
دکہانے لگے پہول سینے سے خار | کیا بلبلون نے ستم آشکار
نظر آئی سنبل پریشان حال | گلے مین پڑے جیسے جوگن کے بال
گرے فرط حیرت سے شمشاد تہے | گرفتار قید غم آزاد تہے
گرین سرو پر قمریان جوق جوق | نشان اسیری تہا گردن کا طوق
کہا دیکہکر یہہ چمن کی بہار | عجب کارخانے ہین پروردگار
زمانہ یہہ صیاد مکار ہے | کہ ہر اک بلا مین گرفتار ہے
رہی گو کہ تسکین جان حزین | الم دل سے اوس گل کے نکلا نہین
ہوا اور بیکل دل اوس ماہ کا | ہر اک دم وظیفہ رہا آہ کا

پریشان پھر آیا اوس ایوان مین وہ — رہا خوش نہ صحن گلستان مین وہ
بساط جگر پر ہوی غم کی مات — نہ کی کہنے کو بھی کسی اک سے بات
گیا بیٹھ مسند پہ مل مل کے ہاتھ — ملائے ہوئے سر کو زانو کے ساتھ
وہ بت دیر تک سر نگون ہی رہا — تماشا ہی ہستی زبون ہی رہا
پڑا اتنے مین اوسکی آمد کا غل — خبردار سب ہو گئے جزو کل
گیا غلغلہ اوسکے جب گوش وہ — سنبھل ہی گیا خود فراموش وہ
بلا کی طرح اوسپہ نازل ہوی — حویلی مین دلشاد داخل ہوی
جلیسون سے پوچھا کہان ہے صنم — وہ بولین کہ دیکھہ آئے مسند پہ ہم
چلی آئی سیدھا وہ اوسکے حضور — کہا ہنسکے ای میری وجہ سرور
وہان صحبتون سے خفا دم رہا — مجھے تیری تنہائی کا غم رہا
وہ غمدیدہ بولا بناوٹ سے کچھ — لب بستہ کھولا بناوٹ سے کچھ
یہ آپسمین رمزون کی باتین ہوئین — غرض دلربائی کی گھاتین ہوئین
گھڑی چار ایسین جو گذری وہ شب — کیا خاصہ اوس ساحرہ نے طلب
دیا کام والون نے دستر بچھا — انہون نے بہم بس تناول کیا
اوسے نشہ عشق مین سوچی اور — چلے بادۂ عیش افزا کا دور

قدح بھر کے بولی کرو نوش جان
غلط ہو غم دل جو ہے مہربان

کہا اوسنے اس سے تو رغبت نہین
مجھے بادہ نوشی کی عادت نہین

رہا اوسکو ہرچند اصرار ہے
کیا شاہزادے نے انکار ہے

نہ تھا میل سوے کباب و شراب
کہ تھا آتش غم سے دل خود کباب

جو دیکھا کہ وہ مانتا ہی نہین
کہا بار خاطر نہو یہہ کہین

رکھا اوسنے ساغر اک انداز سے
لیا بادہ ان کو اوٹھا ناز سے

کہلا پان اوس گل کو حقہ دیا
غضب آتش غم کو بھڑکا دیا

جو ماں باپ کی تھی جدائی کی چوٹ
نکالا دہوان دل کا حقے کی اوٹ

خیال اپنے لوگون کا کرتا رہا
دم حب احباب بھرتا رہا

طبیعت ہوی جب کہ بے اختیار
کہا راز ہوتا ہے اب آشکار

رکھی ہاتہہ سے مے یہہ بس جی مین ٹہان
کہین دے نہ داغ جگر کا نشان

چلا اوٹھ کے وہ سوے آرام گاہ
ہوی ساتھ ساتھ اوسکے وہ رشک ماہ

چھپر کھٹ جو سونیکا خلوت مین تھا
وہ سرگرم عشرت کی صحبت مین تھا

رہا پاس اندازۂ دلبری
قبول اوسنے کی اوسکی ہمبستری

وہ لیٹا جو اوسپر تو لیتی وہ ساتھ
دیئے ڈال اوس بت کی گردن مین ہاتھ

ملا ہونٹھ سے ہونٹھ اوس نے دیا
کیا خوب سا پیار لے کر بلا

[illegible] ثناے سن کا جو تھا احتساب
سو دونون کے دونون ہوے مست خواب

یہی اوس کا ہر روز دستور تھا
لبھانا اوسے اوسکا منظور تھا

غم و عیش باہم رہے روز و شب
سرور اوسکو دایم تو اوسکو تعب

رہی یار کی بر مین محروم وصل
خلش ہی تھی گرچہ نہ تھا خاک فصل

ہمیشہ رہی بر مین یہہ سوچکر
کہ یہہ گرم جوشی کرے کچھ اثر

کہین جلد بالغ ہو وہ مہ جبین
سوا اسکے تدبیر کوئی نہین

برس تین گزرے جو اس حال مین
ہوا وہ جوان چودہوین سال مین

داستان شہزادہ جان جان کے بالغ ہونے کی فتنہ گر دختر شاہ جادوگران کے محل مین

چھلک جاے اب جلد جام شراب
کہ ساقی ہے جوش شب ماہتاب

یہہ ہے چاندنی چودہوین رات کی
مزیداریان ہین ملاقات کی

ملا دے تو یون ماہتاب آفتاب
جگر ہو نحوست کا جلکر کباب

ترا نام ہو مجھکو آرام ہو
اسی اک کام مین دوسرا کام ہو

زہ رشک قمر بدر کامل ہوا
جوانون مین شہزادہ داخل ہوا

کیا شکر حق کا ہوی دل مین شاد
کہ مدت مین اپنی برآئی مراد

اگرچہ یہہ تھی آپ خود مہ لقا
مگر شکل ہالہ تھی اوسپر فدا

ادا حق رسم بلوغت کیا
دل و جان کو مصروف عشرت کیا

اوسے اوسنے مخفی اوڑایا تو تھا
سو اس رسم کو اوسکی مخفی کیا

بس اوس شاہزادے کو نہلا دیا
لباس اور زیور وہ پہنا دیا

نہ آفاق مین نکلے جسکا جواب
کہ ایسا تھا ہر اک عدو لاجواب

جو پوشاک کی دیکھی غو دور سے
بھری ہے سراپا عجب نور سے

گریبان کو اپنے بے اختیار
کیا خلعت مہر نے تار تار

وہ حسن اور اوسکا یہہ اوسپر سنگار
ہوی جان و دل سے وہ مہ رو نثار

بندہی راگ کی دہن تو آیا خیال
نہ کہلجاے اپنا یہہ پوشیدہ حال

کہین تھا تھہ یہہ غم کی نوبت نہو
سرور نہفتہ کی شہرت نہ ہو

رہی سوچکر پھر تو خاموش وہ
نہایت تھی سفاک و ذیہوش وہ

سنوارا نئے سر سے گلزار کو
دکھائی بہار اپنی دلدار کو

حویلی ہوی اور آراستہ
خواصین بنی سرو نوخاستہ

کیا اوس نے اپنا سراپا بناؤ
بتانے اوسے دلربائی کے داؤ

بڑھی بیقراری ہوس کے سبب ‌ ‌ ‌ ‌ ہوی شب کی اوس ماہرو کو طلب
ہو سینے مین کیون تمنا کا غل ‌ ‌ ‌ ‌ مثل ہے یہہ مشہور ہر جزو کل
جو ہوتا ہے نزدیک وقت وفاق ‌ ‌ ‌ ‌ بھڑکتی ہے اور آتش اشتیاق
کہا دل سے بیکل نہو اسقدر ‌ ‌ ‌ ‌ ذرا صبر کر لے پہر دو پہر
پکاری اری ہے کوئی آ ادہر ‌ ‌ ‌ ‌ بچھا کرسیان صحن مین جلد تر
جو اوس بدر کامل نے جلوہ کیا ‌ ‌ ‌ ‌ چھپا شرم سے غرب مین مہر جا
شگفتہ ہوا اوسکا باغ مراد ‌ ‌ ‌ ‌ ہوے روشن اوسمین چراغ مراد
وہ مشتاق اوس گل کی بلبل ہوی ‌ ‌ ‌ ‌ عجب صحبت بلبل و گل ہوی
سر شام آہستہ سرو روان ‌ ‌ ‌ ‌ خرامان ہوا اوٹھ کے سوے مکان
محل مین وہان سے چلی اوسکے ساتھ ‌ ‌ ‌ ‌ لئے ہاتھ مین اوس قمروش کا ہاتھ
ہوے زیب مسند وہ دونون بہم ‌ ‌ ‌ ‌ ہوی شادمانی اوسے اوسکو غم
جو وہ شایق لذت وصل تھی ‌ ‌ ‌ ‌ بہت جلد کھانے سے فارغ ہوی
کھلایا اوسے سرخ رو ہوکے پان ‌ ‌ ‌ ‌ اوٹھا کر دیا حقہ لو میری جان
فقط اوسنے ناچار دو دم لئے ‌ ‌ ‌ ‌ بہت نیند تھی اسلئے کم لئے
لباس اور زیور اوسے بار تھا ‌ ‌ ‌ ‌ خمیدہ وہ شاخ ثمردار تھا

اوتارا بدن سے یہہ بار گران — سبکدوش جب ہوگئی اوسکی جان
چھپرگھٹ مین جاکر وہ لیٹا صنم — ہوی ساحرہ آکے اوس سے بہم
اگرچہ بھرا دل مین کچھ درد تھا — نہ سنبھلا کہ آخر تو وہ مرد تھا
دیا اوس نے جوبن پہ جب ڈال ہاتھ — ملا کھینچکر اوس نے لب لب کے ساتھ
ہوی چھیڑ یہہ وصل کی بامزا — اوسے عیش کا لطف دونا ملا
لگے لینے آپس مین بوسے وہ یار — یہہ اوسکے تو وہ اسکے بے اختیار
جو دیکھی یہہ کیف شراب شباب — چھپرگھٹ کے پردونکو آیا حجاب
جو شرم آئی اپنی جگہہ پر رُکے — حیا دیدہ مژگان کی صورت جھکے
جوانی کا نشہ جو سر پر چڑہا — لب جام سے شیشہ چھلک کر بڑہا
مٹائی یہہ اوس گل نے اوسکی ہوس — کہہ بیتاب ہوکر کہا بس جی بس
ہوے پانی پانی وہ دونون حسین — وہ بستہ دل اور یہہ کشادہ جبین
یہہ دم بند کرتا رہا تا سحر — نہ لینے دیا اوسکو دم رات بھر
تھے مشغول وہ رات بھر کام مین — گئے صبح دونون دو حمام مین
نہا دہوکے آئے وہ بیباک ندیم — وہ در یتیم اور یہہ لعل دو نیم
نیا ایک جوڑا کیا زیب تن — وہ جوڑے کا جوڑا تھا رشک چمن

پہنکر ہووے زیور آراستہ ‏— بہم سرو و قمری تہے نوخاستہ

دل اوسپر تو قربان کرتی تہی وہ ‏— مگر رات سے اور مرتی تھی وہ

عجب شب کے صدمے سے پہنچی گزند ‏— کہ ڈہیلا ہوا تاب سے بند بند

ہوا چہرہ فق اوڑ گیا اوسکا رنگ ‏— گیا درد پوشیدہ نے اوسکو لنگ

اودہر شاہزادہ بہی بیتاب تھا ‏— کہ صرف گران بار و بیخواب تھا

گیا خوابگہ مین وہ پژمردہ دل ‏— بہت نیند تھی سو گیا مضمحل

کرشمون نے اوسکے کیا تہا جو گم ‏— بنی تھی یہہ اوس آہو دیدہ کی دم

وہان تھی کہ آغوش مین ہو گئی ‏— بس آغوش مین ہوتے ہی سو گئی

ملاقات سے بسطرح حظ ملا ‏— وہ دن اونکو شب کے برابر ہوا

گیا جانب غرب جب آفتاب ‏— وہ سوئے ہوے دن کے جاگے شتاب

ہوی باعث کاہلی انکی نیند ‏— کہ اور سست کردیتی ہے دن کی نیند

جماہی بہت اور انگڑائیان ‏— بڑی دیر تک لیتے تھے وہ جوان

وہ ناچار اوٹھے گئے خوش ادا ‏— حوایج کو اپنے کیا بس ادا

ہوے اپنے منہ ہاتہہ دہوکے پاک ‏— وہ دونون طربناک اور دردناک

کچھ اک وقت گزرا جو اس حال مین ‏— ہوے صرف بعد اپنے اشغال مین

[illegible]

جو دن کو رہین حجلہ آرائے خواب | او نہین پہلی شب مین کہاں آئے خواب
اون آنکھون مین کچھ نیند آئی نہین | اوڑا رنگ اپنا جمائی نہین
او نہین ماندگی یہہ اوسی شب رہی | کہ ہر چشم اک چشم کوکب رہی
غرض دوسرے دن طبیعت مگر | رہی حسب معمول شام و سحر
سہیلی تھی اک فتنہ گر کی بلا | قیامت تہا نام اوسکا تھی دلربا
شہ جان جان پہ تھی دل سے نثار | نہ تھا اوسکے آشفتہ دل کو قرار
جب آشفتہ اوسکی طبیعت ہوی | قیامت پہ کیسی قیامت ہوی
جو قابو ملا تو کیا عرض حال | کیا جان جان نے بھی دل مین خیال
رہائی یہان سے جو مطلوب ہے | تو سازش کرون اس سے یہ خوب ہے
سہیلی سے اوسنے کہا سوچ کر | پذیرا تری عرض ہے سیمبر
بشرطیکہ بتلائے اے نیک خو | یہان سے رہائی کی تدبیر تو
کہا اوس نے یہہ کیا بڑی بات ہے | جو منظور میری ملاقات ہے
اودہر قابو پایا تو اوس سے ملا | اودہر دل ناشگفتہ شگفتہ ہوا
وہ دونون رہے ہمطرح گھات مین | رہائی کی پائی نہ دن رات مین
مگر جان جان کو تھا غم رات دن | اسیطرح اوسپر گئے سات دن

بتنگ آکے غم کی حرارت سے وہ
کہا عاشق قہر صورت سے وہ
ہوا بند ہونے سے دم بند ہے
خدا کی پنہ گرمی وہ چند ہے
یہہ دیکھو ہے چھٹکی ہوی چاندنی
بہت خوشنما چودھوین رات کی
چلو آج کوٹھے پہ سوئینگے یار
طبیعت پہ گرمی کا بیحد ہے بار
کہا ساحرہ نے کہ اے جان من
سراسر ہے مانو یہہ دیوانہ پن
کہ زیر سما کوئی سوتا نہین
کوئی اسطرح عقل کھوتا نہین
یہہ سردی مناسب نہین وقت خواب
کہ ہے شبنمی چادر ماہتاب
بہت نرمیون سے منایا اوسے
ضرر اور نقصان بتایا اوسے
کہا جان جان نے کہ ہان ٹھیک ہے
یہہ جو کچھ ہے صاحب بیان ٹھیک ہے
مگر ایک شب مین ضرر کچھ نہین
تمھین میرے دل کی خبر کچھ نہین
بناوٹ کی باتین بناتی ہو تم
میری جان درپردہ کھاتی ہو تم
کوئی فایدہ ہے ضرر ہے جو ہے
تمھین اس سے کیا ہے مرا ہے تو ہے
مین ہرگز نہ مانو تمھارا کہا
کہ بالکل حرارت نے بیکل کیا
اگر ساتھہ دیتی ہو بس تم بھی آؤ
نہین تو اکیلا مین سوؤنگا جاؤ
مری راحت دل جو منظور ہے
تو کیا چاندنی یان سے کچھ دور ہے

وہ مکارہ سمجھی کہ نازک ہے بات — نصیب عدو ہو جدائی کی رات

کہا خیر چلئے کہین شر نہ ہو — مجھے عیش غم کے برابر نہ ہو

جہان آپ چاہوگے حاضر ہوئین — عبث کس لئے بار خاطر ہون مین

فدا جان و دل عیش و آرام پر — خوشی سے چلو مہربان بام پر

یہہ کہکر کہا لونڈیون سے کہ جاؤ — پلنگ ایک کوٹھے پہ بچھوا کے آؤ

یہم چاندنی مین ہوے جلوہ گر — اوس ایوان کی چاندنی پر مگر

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو تھی سو گئے — وہ غافل اسیر بلا ہو گئے

پری اسپریان جو نکلی تہین چار — ادہر اتفاقا ہوی اون کو بار

گل و شبو و نرگس و ارغوان — یہہ تھے نام اون چار پریون کے ہان

رخ جان جان پر نظر پڑ گئی — کلیجون مین نوک سنان گڑ گئی

کہا دل مین رب العلا کی قسم — نظر آیا اس حسن کا چہرہ کم

خدا کی ہے قدرت نہایت عظیم — ہر اک فیض اوسکا ہے کیسا عمیم

یہہ کہکر اوتارا وہان اپنا تخت — جہان سوتا تھا وہ مہ خفتہ تخت

جو کی کوٹھے کی چاندنی پر نظر — مہ و ہالہ تھے جلوہ گر بام پر

کہا ایک نے جی مین آتا ہے یہہ — دل افروز کا خاصہ جوڑا ہے یہہ

جو ہے شاہزادی دار السرور | شہ تاج ورکی ہے آنکھون کا نور
یہان سے اسے لیکے جائین وہان | ملینگے یہہ دونون توخوش ہو سمان
دو دل کو ملا کر نظارا کرین | چلو تو کلیجے کو ٹھنڈا کرین
تعجب ہے مجھکو یہہ کیا بات ہے | اجی بات کیسی بڑی گہات ہے
ملاتی ہین پریان ضرورت کیساتھ | جلا کر بھی دیتی ہین پھر لگتے ہاتھ
ضرور آتشی کو ہے خاکی سے لاگ | لگاتی ہین درپردہ ہر وقت اگ
تماشا فقط دیکہتی ہین تمام | مزے لوٹتی ہین عجب صبح شام
سر دست بے پر اوڑا کر رہین | دل افروز کے پاس لا کر رہین

داستان شہزادہ جان جان کو پریان اوڑا کر شہزادی دل افروز کے پاس لیجانا اور دونون کو جگانا

پلا ساقی اک جام گلگون مے | کہ یہہ موقع خواب وصل آج ہے
جگایا جو سوتون کو پریون نے آ | دیا سوتے فتنون کو گویا جگا
دل افروز اور جان جان جب اوٹھے | یکایک کہلی آنکھ جب نیند سے
تو دونون کے دونون وہ حیران سے تھے | پریشان وہ خواب پریشان سے تھے
تعجب سے تکنے لگے منھہ بہم | یہہ ہشیار ہین یا کہ سوتے ہین ہم

عجب خواب ہے یہہ عجب ہے خیال
تحیر مین تھے آئینے کے مثال

حیا کی وہ دیوی ہوی آب آب
غضب کی حیا اور بلا کا حجاب

لگی دل پہ نیچی نگاہون کی چوٹ
ہوا جان جان حسن پر اوسکے لوٹ

اوسے حسن اوسکا بہت بہا گیا
نظر بہر کے دیکہا تو غش آگیا

یہہ تقدیر جب جاگ کر سو گئی
پسینے کی بو لخلخہ ہو گئی

اوٹھا غش سے مانند بیدار بخت
ہوی حسن کے رعب کی تاب سخت

اوسے اس کا عالم بھی مرغوب تھا
کہ یہہ بھی حسین ایک محبوب تھا

وہ اسیر یہہ اوسیر فدا ہو گیا
ملی آنکھ دل مبتلا ہو گیا

ہوا عشق آپس مین اونکو گمند
کہ ہر اک تھا ماہ فلک سے دوچند

ہر اک دفتر حسن کا فرد تھا
قمر بھی جسے دیکھکر سرد تھا

تحیر سے مرآت حیرت کوئی
تعجب سے تمثال غیرت کوئی

تھی بر عکس حالت کہ شادان کوئی
مقدر کے ہاتھون سے نالان کوئی

کوئی مست مانند مینائے مل
کوئی اشک سے شبنم آلودہ گل

کوئی شاد تھا سیر شمشاد مین
کوئی شکل قمری تھا فریاد مین

عجب اوس گھڑی کا سمان ہو گیا
نظارے سے دنگ آسمان ہو گیا

باین کہنہ سالی ندیکہی یہہ سیر
نیا جلسہ دیکہا ہوا حال غیر

ستارون کی آنکہین تحیر مین تہین
کہ اب تنگ حسین ایسے دیکہے نہین

زمانے کی آنکہون کی دو پتلیان
وہ دونون طرحدار بانکے جوان

وہ عالم وہ جوبن وہ شرم وحیا
وہ صورت وہ حیرت وہ ناز وادا

حیا سے جہکائے ہوے سر کوئی
تفکر سے حیرت زدہ پہر کوئی

وہان وصف ہے جان جان کا بیان
تولد کی ہے جس جگہہ داستان

یہان ہے سراپا دل افروز کا
اوجالا ہے شمع الم سوز کا

بیان حسن کا او سکے کیا ہو سکے
زبان سے نہ ہرگز ادا ہو سکے

سر اوس کا تہا سر دفتر جمال
نظارے سے بیباق جملہ ملال

سناتی تہی سر چڑہکے عاشق کو مانگ
دل اپنا ہمین دیکے واپس نہ مانگ

جبین سے عیان اوج تقدیر حسن
خطوط جبین نقش تسخیر حسن

کہون ابروؤن کو جو شمشیر تیز
کرین تیغ و خنجر سے جوہر گریز

بہوین شاخ آہو ہلال اور کمان
پلک تیر برچہی کٹاری سنان

بہوین اور انکہین جو تہین ایک جا
بہم کعبہ و میکدہ ہوگیا

ہر اک آنکھ اوسکی غزال حرم
جسے دیکہہ آہو کرے دم مین رم

وہ جادو بھری چشم گل پیرہن — اگر دیکھ لے ہوش ہوگا ہرن
طلسمات کی پتلیوں مین تہی شان — جو سچ پوچھئے تو تہی پردے کی جان
بناگوش اک صبح تہی عید کی — سیہ زلف تہی شام امید کی
رخ صاف تہا صبح امید کی — کرن زلف شبرنگ خورشید کی
جو خوبی کو جوہر لیا سب نے مان — ہر اک کان اوسکا تہا خوبی کی کان
لب روح افزا کی پوچھو نہ بات — لیا لب تہا گویا کہ آب حیات
ہر اک گال بے علت اوسکا تہا گل — نزاکت مین گل سے بہی بڑہکر تہا اک گل
اگر منہہ کو اوسکے کتابی کہون — خط روخ کو بہی خط ریحان لکہون
گلے اور گردن کی تھی وہ کتاب — کہ تھی صفحۂ ہستی مین لاجواب
وہ چاہ زنخدان عفت مآب — رہے چاہ مین جسکی چاہ آب آب
سیانے تھے شانے نہایت عصمت جوش — کرے بدنگاہی کو خانہ بدوش
وہ بازو تھے بازوے شرم و حیا — کسیکو نظر آئے مقدور کیا
کلائی سے اوسکی کل آئی گئی — خوشی ہاتھ پہنچا تو پائی گئی
وہ پرنور پنجہ تہا اوس ماہ کا — کرے پنجۂ مہر کو بے ضیا
خط دست مین اوسکے تہا یہہ لکہا — کنیزی کا خط لکھ چکی ہے حیا
ہر اک ناخن اوسکا ہلال امید — تھی رویت مین اک مشت عیدو کی عید
تہے شاخ نہال کرم یار ہاتھ — فزون دست حاتم سے دو چار ہاتھ

یقین ہے کہ وہ مال اچھا تہا کچھ — لگا اپنی چہاتی سے رکھا تھا کچھ
اگر بال سے تھی مشابہ کمر — گرہ بال کی ناف تھی سر بسر
سراپا تھا آئینہ اوسکا بدن — لب آ گے تہا گویا کہ عکس دہن
سناتے تھے یہ صاف زانو پکار — حلب دیکھہ پائے تو ہو بیقرار
برابر ضیا نہ یہ تہین شمع ساق — تہین گو حقیقت لیکن تہین طلعت مین طاق
میسر نہ تھا اوس کے تلوے کا نور — ترستی تھی اس حسن کو جان حور
تہا رشک رخ مہر ہر پشت پا — کرن کی تھی بنی ہر انگشت پا
یہ سب کچھ نہین وصف پائے نگار — ابھی اس سے بڑہکر ہے یہ بات یار
نہ ایسے کہ ہر ایک کے ہاتھ آئے — کوئی سر بھی پہوڑے کہان اونکو پائے
کسی طرح کی چال چلتی نہین — کسی کی یہان دال گلتی نہین
کرے سیکھہ جو قدمون سے اوسکے لگے — نہو دکھہ جو قدمون سے اوس کے لگے
اوسی جوتی کا نام ای دل سنا — زمانے مین آرام پائی ہوا
نہین حسن صورت سزاوار ناز — کہ سب اس سے ہین چار دن سرفراز
اگر اچھی سیرت کسی کو ملی — تو قسمت سے دولت کسی کو ملی
کہان خوب صورت کی سیرت بھی خوب — نصیبون سے ملتی ہے دولت بھی خوب

یہہ دونون باہم ہون یہہ نادر ہے بات
غنیمت ہے دولت کوئی ایسی ذات

کہ دونون کا ملنا کچھ آسان نہین
جمال و حجاب ایسا سامان نہین

کہ ہر ایک جا پر بہم ہو سکے
اگر ہو سکے بھی تو کم ہو سکے

حسین حیادار ملتا نہین
جوان وفادار ملتا نہین

ملے ایسا جب یار کیا چاہئے
کہ بندے پہ فضل خدا چاہئے

جو ہو فضل دنیا ملے اور دین
ملے آن مین آسمان و زمین

ملا ایسا یار طرحدار بھی
کرم گار بھی اور ستم گار بھی

کہ تھا شہزادہ بڑا خوش نصیب
ملی اوسکو دولت نہایت عجیب

ملی شاہزادی حیادار بھی
طرحدار بھی اور وفادار بھی

اگر دے خدا ایسا دلدار دے
نہ بیباک و سفاک و عیار دے

لباس اور زیور بہت بے بہا
وہان جسم پر اتفاقاً رہا

بدن پر تھی اک ریشمی پیشواز
نظارے سے مجروح ہو سرفراز

اوسی جوڑ کی اوڑہنی کم تھی وہ
کہ زخمی کلیجے کو مرہم تھی وہ

وہ شہزادی بالکل جو تھی مست خواب
سو وہ کہا رہی تھی یہہ کچھ پیچ و تاب

جو تھی اوڑہنی ایک باریک تر
پڑی تھی وہ سینے سے اوسکے اوتر

ادہر اوڑہنی تھی جو ڈہلکی ہوی — طبیعت اودہر اوسکی ہلکی ہوی
کٹوری تھی سونے کی جہلکی ہوی — مئے نوجوانی سے چہلکی ہوی
جو انگیا گلابی بنارس کی تھی — کلی اوسمین پہولی سدا رس کی تھی
وہ کرتی کہ تھی جالی کی بوٹہ دار — گرفتار سونے کی چڑیا تھی یار
تھا پاجامہ اک لال گلنار کا — گلستان تھا گلہائے بیخار کا
دل افروز خود تھی سپہر جمال — اوسی حسن کا تھا یہہ ادنی کمال
وہی چاند سورج تھے شمس و قمر — اونہین کا اوجالا تھا شام و سحر
پریشان کی زلفین پریشان ہوئین — تو بجلی کو بادل کا دامان ہوئین
جو کانون مین بیکل کی تھین مچھلیان — وہ ماہی تھین بے آب گویا دہان
وہ حلقے تھے کہ فوراً اوڑے جن سے ہوش — ہوا حسن خود جن کا حلقہ بگوش
بہارین کرن پہول کی طرفہ تر — پڑے عکس رنگین رخسار پر
چمکتے تھے بالے جو الماس کے — بناوٹ مین تہے دونون اک اوس کے
وہ مالا وہ چنپا کلی سمت لڑا — گلے پڑ گئے جب تو جوہر کہلا
زمرد کے بازو پہ وہ بازو بند — ضیا جن کی شمس و قمر سے دوچند
چمک کر بہرے ڈنڈ پر نور تن — تھے بازو کی مچھلی پہ طلعت فگن

تڑپتی تھی مچھلی اوسی جال مین
کرے کیا پھنسی کرتی سے جال مین

کلائی پہ پہونچا تھا پہونچی کا ہاتھ
مدد کو لگا رکھا کنگن کو ساتھ

جڑا تھا ٹیکے کو اوسنے جو سر
کسی نے نظر سے گرایا نہ پھر

پڑی تھین جو پاؤن مین پازیب دو
کہا سرفرازی سدا زیب دو

ہر اک ہاتھ اور پاؤن کی انگلیان
مرصع کے چھلون سے تھین ضوفشان

فقط کنگھی سرمے کی کیا شان تھی
وہ خاکی پریزاد کی جان تھی

عجب لطف ہے سادگی مین بھرا
بناوٹ مین ہوتا ہے کب یہ مزا

تھا اک باغ شاہی بڑی سیر کا
نہ تھا وان اجارا کسی غیر کا

اوسے لوگ کہتے تھے تفریح باغ
لگایا دل افروز کے دل پہ داغ

وہ آئی جو تھی سیر کے واسطے
برا وقت تھا سیر کے واسطے

اسی وجہ سے تھی بنی بن کے وہ
نہین تو نہ رہتی یہہ بن ٹھن کے وہ

وہان جان جان کو پریزاد لائین
بنی جان ہوکر بلا بن کے آئین

جماہی چلی رنگ تاثیر فکر
وہ دونون کے دونون تھے تصویر فکر

تامل سے کہنے لگا جان جان
ابھی مین کہان تھا اور آیا کہان

تعجب کا کیونکر نہو یہ مقام
نظر آرہا ہے جدا گانہ یہ بام

پری آفتاب لب بام ہے — قیامت کا بالکل سرانجام ہے
یقین ہوگیا جب پرایا ہے گھر — بت بے دہن سے کہا اک نظر
خدا کے لئے اب زبان کھولئے — خموشی غضب کی ہے کچھ بولئے
مین سایا تمہارا جو تم ہو پری — اگر زہرہ وش ہو تو ہون مشتری
دل افروز نے بھی برائے خدا — جھکائے ہوے سر ادا سے کہا
مین کیا جانتی مجھکو معلوم کیا — عجب حیرت انگیز ہے ماجرا
بڑی دیر سے خود مین حیران ہون — پریشان ہون اور پشیمان ہون
کہ ہے یہہ بلا کس کی لائی ہوی — مری خوابگہ تک رسائی ہوی
کہان مین کہان تم مگر کیا کہون — ہے بہتر گلا کاٹ اپنا مرون
یہہ کہکر لیا میان سے نیمچا — کہ فیصل ہو شر بیحیا جیکے کیا
جو دیکھا یہہ شہزادے نے ماجرا — ہوا ڈر کے مارے بہت گھبرا
ہوی شاہزادے کی ترکی تمام — بت تند خو کا ہوا دل سے رام
وہ آخر تو تھا نام کا نیمچا — ملاقات کا لطف ادہورا رہا
لیا نیمچہ ہاتھ سے چھین ادہر — رکھا پاؤن پر سر ادہر جلد تر
کہا کچھ نہین بیحیائی کی بات — کہ اک ناگہانی ہے یہہ واردات

کہا شاہزادی نے ہٹ کر زرا
کہا شاہزادے نے تب ہٹ کے یون
یہہ کس ظلم کی کس غضب کی ہی بات
بشر ہے مگر اشرف الکائنات
زبان مبارک سے جو تم نے کہا
جفا بھی اگر ہے تمہاری تو ہے
کرو قتل بھی ہاتھ سے تم اگر
بگڑ کر دل افروز نے کہہ دیا
کہے آپ کہتے ہو پیاری یہان
زبان کو سنبھالو نہو بے لگام
زرا ہوش مین آکے منہہ کھولئے
ابھی پھانسی چوٹی کی نیلونگی مین
سنا بال کی جبکہ پھانسی کا نام
کہا جان جان نے دل افروز سے
کہ مذہب مین ہے خودکشی خود حرام

لگا نا نہین ہاتھ بہر خدا
مجھے جانتی ہو بلا آپ کیون
کہ انسان بھی ہے بلا نیکذات
بلا ہے تو اشرف بلا ہے یہہ ذات
بلا ہون بھی تو ہون مبارک بلا
کہ پیاری کی ہر بات پیاری تو ہے
گلا تنگ نہین خون بہا ہے کہ ہم
تمہاری یہہ بک بک ہے بیجا بڑا
کہو ہوتے سوتے کو اپنے وہان
سلام آپ کو دور ہی سے سلام
نہ یون حار دیا بس سخن بولئے
کہ اس ظلم سے جان دیدونگی مین
کھڑے بال اوسکے بدن کے تمام
بڑی عاجزی سے بڑے سوز سے
خدا کی قسم تم نہ لین اسکا نام

عبث جان پر ظلم کرتی ہو کیون مجھے مارئیے آپ مرتی ہو کیون
سخن تو نہین چارہ دیا بس کوئی غضب گرمیان ہین فقط آپ کی
شہ تاج ور باپ ہین جان جان مرا شہر ہے شہر دار الامان
ہون شہزادہ پر تم سے ڈرتا ہون مین بڑے عجز سے عرض کرتا ہون مین
نہو بار خاطر تو فرمائیے یہہ ہے کونسا شہر بتلائیے
کہو نام نامی ہے کیا آپ کا اور اسم گرامی ہے کیا آپ کا
سنا شاہزادی نے جب یہہ بیان کیا دل مین شکر خداوند جان
جو بے پردگی اتفاقی ہوی مین ہمسر سے اپنے ملاقی ہوی
اگرچہ یہہ اک مرد بیگانہ ہے مگر جوڑ شاہی کا شاہانہ ہے
حجاب اوس کو منہہ زوریون کا ہوا عرق آگیا جسم مین اور کہا
شہ تاج ور شاہ دار السرور دل افروز ہون اوسکی آنکھونکا نور
یہہ باتین جو پریون نے چھپ کے سنی نہایت پشیمانی اون کو ہوی
کرنا حق اسے ہم تو لائے یہان ہوا ایک برعکس برہم سمان
اس اثنا مین وقت سحر ہو گیا کہ پریون کا چین سفر ہو گیا
اونہین پڑھ کے منتر سلائے بہم اوٹھا کر اوسے لائے سوئے صنم

جہان سے اوڑایا وہان چھوڑ کر | پریزاد اوڑ کر گئے اپنے گھر

داستان جان جان کو پریان دل افروز کے پاس سے واپس لانے کی اور جان جان کے خواب دیکھنے کی

گلابی مین سبزی ہو ساقی شتاب | کہ ہے نرگس چشم مشتاق خواب
اگر خواب بولون تو مسعود بول | زیان بھی جو ہو اوس کو تو سود بول
مگر سود مطلب ریا سے نہین | کہ ہے نفع ضد ضرر بالیقین
ضرریان ضرر بخشش بالکل نہو | شگوفہ شگفتہ نیا گل نہو
اوسے لا کے پریون نے چھوڑا شتاب | دکھانے لگا بخت خوابیدہ خواب
جو بیداری مین دل کے اندر رہے | نظارہ وہی خواب مین کر رہے
ہوا جب وہ عاشق تو دل مین ٹھنی | کہ صورت ہے اوسکی عجب موہنی
بہانہ کوئی فتنہ گر سے کرون | پھر حیلہ مین پاس اوسکے رہون
مگر ڈر سے اوس پاک دامن کے وہ | رہا صاف چین جبین بنکے وہ
ارادہ مصمم تہا اس بات کا | مگر وقت قابو کا تکتا رہا
اسی سوچ مین نیند آئی تو ہی | لگی انکھ تو خواب دیکھا وہی
مگر حال اوس کا پریشان تہا | سو خواب پریشان بھی ہونے لگا

نظر آیا اک اوس کو دیو مہیب — تہا ہیبت سے بس دم بخود وہ غریب
اوٹہا اوس کو اک کوہ پر لے گیا — وہان سے اوسے پہیک چہ مین دیا
اکیلا ہوا چاہ مین بند جب — عزیز اوسکے تہے دردو رنج و تعب
بہت شور و فریاد کرتا رہا — اندہیرے گڑہے مین وہ مرتا رہا
وہ ہرچند با نعرہ و شور تہا — یہہ اندہیر تہا زندہ در گور تہا
پکارا عزیزون کو لے کے نام — مگر وہ رہا چاہ مین تشنہ کام
رہائی کو بس جب نہ آیا کوئی — تو جان اوسکی جینے سے مایوس تہی
اس اثنا مین بیدار جب ہوگیا — وہ غفلت سے ہشیار جب ہوگیا
تو دیکہا نہ وہ دیو ہے اور نہ چاہ — نہ وہ تیرگی اور نہ اپنی وہ آہ
رہا عرصے تک آپ بیہوش وہ — پڑا تہا بچہونے پہ خاموش وہ
جب آیا اوسے ہوش تو تہا ملول — نہ تہا جز تاسف اوسے کچہہ حصول
تفکر تفحص تفاول مین تہا — تصور تخلل توکل مین تہا
پہر دو پہر مین عجب سیر کی — بہارین یہہ اپنی تہی یا غیر کی
وہی صورت اوسکی نظر مین کبہی — وہی باتین کانون مین پہر رہی تہی
رخ فتنہ گر پر نظر جب پڑی — تنفر کی برچہی جگر مین گڑی

ستارون کا اوس کے فقط پہیر تھا | کہ دن مین نصیبون کا اندہیر تھا
تو لا کے صحرا کا ایسا تہا شیر | کہ من مانے جینے سے اپنے تہا سیر
تصور مین زلفون کے کالون کے نائے | تہامن ڈالے اندہیرین دم چرائے
وہ جوبن نظر مین جہان پہر گیا | یہہ عالم نظر سے کچہ اک گر گیا
نہ آنسو کے مانند گر کر اوٹہا | نہ نقش قدم کی روش چل سکا
ادہر اسکے دل کا تہا یہہ ماجرا | اودہر بخت خفتہ کا فتنہ اوٹہا
اوٹہی فتنہ گر تو یہہ گہبرا گیا | بدل صورت بید تہرا گیا
ادہر عشق اثر دل مین کرنے لگا | اودہر خود بخود سودا اوٹہنے لگا
پریشان ادہر صورت خواب ہی | اودہر حسن کے رعب کی تاب ہی
ادہر فتنہ گر کا نگاہون مین ڈر | اودہر فتنہ چشم مد نظر
ادہر صبح فرقت کی اندہیرین | شب وصل اودہر کی اولٹی پہیرین
ادہر خامشی بیقراری نما | اودہر غفلت ہوشیاری نما
خیال آیا پہر اوسکو جب خواب کا | وہ اسطرح تعبیر دینے لگا
وہ دیو مہیب آہ ہین وہ جناب | جنہین کہتے ہین عشق خانہ خراب
وہ کوہ بلند اپنی معراج وصل | وہ تاریک چہ ہے یہہ ایام فصل

ادہر سوچ مین تہا وہ سکتہ کچھہ اور — ادہر فتنہ گر کو تہا آئینہ طور
نظر فتنہ گر کی پڑی اوسپہ جب — قیافے سے سمجہی وہ احوال سب
بلائین کئی بار لیکر کہا — پریشان کوئی خواب دیکہا ہے کیا
تصدق مین صدقے مین قربان بول — ہے کیا حال دل کا مری جان بول
اگر دشمنون کا ہے بے خط مزاج — کرون گی مین فی الفور اوسکا علاج
اگر یاد آئی ہے مان باپ کی — کرون اسطرح ہی خوشی آپ کی
اونہین زور جادو سے دکہلاونگی — ابہی تہنے دل کو مین سمجہاونگی
اگر چاہیے کوئی سیر و شکار — کرو آج ہی حسب دلخواہ یار
یہہ سنتے ہی شہزادہ رونے لگا — منہہ آنکہون کے پانی سے دہونے لگا
گلے سے لگا یا لبہایا بہت — سرشک اوسکے پوچہے منایا بہت
کہا کس لئے آج گریان ہو تم — پریشان بحیران ہراسان ہو تم
کہا اسلئے ہے یہہ حال خراب — کہ دیکہا ہے آج اک پریشان خواب
سنایا اوسے خواب کا حال سب — جو دیکہا تہا اوسنے پریشان شب
وہ دیو مہیب اور وہ کوہ و چاہ — وہ تنہائی وہ تیرگی شور و آہ
کہا اوسنے دیکر تسلی اوسے — نہ غم کہائے اور نہ گہبرائے

یہہ ہر چند خواب پریشان ہے
مگر اسکی تعبیر ہے نیک تان
وہ دیو مہیب اپنا اقبال ہے
وہ چاہ سیہ ہے جوانی کی رات
دلاسا دیا اوس نے ہر طور سے
ذرا دیر دل مین تامل کے بعد
کہا جان جان نے عجب ناز سے
کچھ آگے بھی تم سے یہہ بولا تہا مین
کہ جاتے ہو تم اپنے والد کے پاس
اوڑلے مجہے کوئی یان سے اگر
تمہارے سبب چہوٹا ماں باپ سے
غرور فسون سے یہہ تم نے کہا
مین اوس وقت سنکر یہہ چپ ہو رہا
مگر اب یہہ باتین سنونگا نہین
کہ فتنہ گر نے کہا ای جان جان

خدا فضل سے اپنے بہتر کرے
نہون تم ہراسان پریشان طپان
وہ کوہ بلند اوج خوش فال ہے
وہ تنہائی ہے صاف خلوت کی رات
نہ نکلا مگر غمزہ و غور سے
کچھ اک عارفانہ تجاہل کے بعد
عجب دلفریبی کے انداز سے
مرا راز سربستہ کہولا تہا مین
مین رہتا ہون دن بہر اکیلا اوداس
نہو تمکو میری سرمو خبر
مین اب چہوٹون تم سے بہی کیا آپ سے
یہہ گستاخی مقدور کس کا بہلا
کہ طالب سے جہگڑا مناسب تہا
مجہے ہول ہوتا ہے ای نازنین
اگر یون ہی صاحب تمہین ہو گیا

گمان گو یہہ فی الاصل مجہول ہے | مگر وہم خلّاق محمول ہے
مین اک نقش دیتی ہون لو سیمبر | گلے مین رکہو یار کہو ڈہونڈ پر
جدا اوسکو ہرگز نہ کرنا کبھی | تہو اسمین غفلت نہ ڈرنا کبھی
رہے جب کریگا نہ جادو اثر | کرے بات حامل سے ہر جانور
یہہ مجموعۂ جملہ تاثیر ہے | کہ یہہ نقش تدبیر و تقدیر ہے
اوڑے اس کا حامل ہوا پر کے | چلے آب آتش پہ جب پا دہرے
چلے جاے جی چاہے جس وہین | نہ چہاؤن بیٹھے اگر دہوپ مین
یہہ تہوڑے سے اوصاف مین نے کہے | بہت ہین ابہی وقت پر دیکہیے
وہ لیکر بہت جان جان خوش ہوا | تہ دل سے شکریہ لایا بجا
کیا مشورہ دل سے اپنے زرا | ڈرا سحر کے زور سے اور کہا
اگر اس سے سازش کرے خوب ہے | جو مطلوب معشوق محبوب ہے
زبس یہہ بہی تہی ایک تاثیر نقش | ہوی آزمایش مین تسخیر نقش
کہا فتنہ گر سے زبان دیجیے | کہون جو اوسے مان تم لیجیے
کہا فتنہ گر نے یہہ کہا کر قسم | کہ جو کچھ کہوگے وہ مانینگے ہم
کہا جان جان نے وہ احوال شب | دل افروز کی وہ ملاقات سب

ہوا حال دل کہکے یون زار زار — کیا سننے والے کا سینہ فگار

عجب اوس نے جادو یہ جادو کیا — عجب اوسکو قابو مین قابو ملا

جو ہوتا ہے کچھ تذکرہ سوت کا — وہ ہے ذکر عورات کو موت کا

مگر اوسکے رونے سے دل تہا جو نرم — ہوی وہ خوش اطوار مطلق نہ گرم

زبان کا ادہر پاس الفت اودہر — رہی بات پر مستقل فتنہ گر

کہا یہہ طلب مجھکو مطلوب ہے — ہنوں منحرف مجھہ سے تو خوب ہے

کرونگی مین امداد اس مین ضرور — نہین شاہزادی دل افروز دور

کہا جان جان نے قسم کہکے یار — کہ ہرگز ہنوں تجھ سے بیگانہ وار

مری زندگی جب تلک جان ہے — دل زار ممنون احسان ہے

اگر جان بھی نذر جانان کرون — نہ پھر بھی ادا شکر احسان کرون

اگر کہکے مین ہاتھ پر مارون ہاتھ — رہے بات یہہ جان شیرین کے ساتھ

ہوا ایسا آپس مین اقرار جب — شگفتہ ہوی خاطر غنچہ لب

اوسے دیکے چاندی کی انگشتری — کہا زہرہ وش نے کہ اے مشتری

پڑے وقت تو اسکو دکھلاؤ اگ — تمہارے ہو نزدیک یہہ میری لاگ

اوسی وقت موجود ہوجاؤنگی — ضرر کیلئے سود ہوجاؤنگی

بفضل خدا مین کرون گی مدد
کہ جسقدر چاہئے کرو فر
کہا جان جان نے کہ اے دلربا
کہ اس عشق کی راہ وہ راہ ہے
جہان نالہ و آہ کی فوج ہے
جہان داغ سودا ہے تاج شہی
جہان بیکسی ہین ہے صحبت کا لطف
جہان شور و افغان تفنن مدام
نہین عاشقون کو کسی جا قرار
درم ہاے داغ ہوس دلم ہے
غم و غصہ کہا کہا کے جیتے ہین سب
سفر ایسی منزل کا درپیش ہے
خوشی ہے خوشی سے اجازت جو ہو
لپٹ کر گلے فتنہ گر کے کہا
کہا فتنہ گر نے یہہ روتی ہوی

بلاؤن کو کر دونگی فی الفور رد
سفر کیجئے لیکے اے خوش سیر
نہین عشق مین شان و شوکت روا
برابر جہان مفلس و شاہ ہے
جہان خاکساری فقط اوج ہے
جہان تن کی عریانی خلعت ہی ہے
جہان بیکلی مین ہے راحت کا لطف
جہان اشکباری خوشی صبح و شام
ہے خانہ بدوشی فقط گھر نہ دار
یہی سکہ رایج عام ہے
عوض پانی کے اشک پیتے ہین سب
بناوٹ جہان نوش مین نیش ہے
عنایت یہی بس مجھے کچھ نہ دو
خدا حافظ و ناظر ای بت ترا
شکیب اور صبر اپنا کھوتی ہوی

مسافر ہے جیسا ہوا ایسا مقیم
دکھائے ترا منھ خدائے کریم

صحیح اور سالم تو پہنچے شتاب
سفر ہو مبارک تجھے کامیاب

گیا وہ تو آنسون سے تھے گال تر
چھڑکنے لگی آب آئینے پر

بلائین تصور مین لینے لگی
دعائین بہت اوسکو دینے لگی

ہوی زار زار اور بھی بیقرار
کہ تھی دل سے اوسکی یہہ شیدا کرار

داستان شہزادی دل افروز کے خواب سے بیدار ہوکر متحیر ہونے اور رفتہ اثر عشق شہزادہ جان جہان کے ظاہر ہونے کی

وہ پیمانہ دے ساقی گلبدن
ہو جس سے دل زہد پیمان شکن

کہ قلقل کے سنتے ہی ہو فاش راز
عیان ہو نہان ہے جو راز و نیاز

کھون شرم کے ٹلنے کی واردات
وہی یعنی اک شب کی خلوت کی بات

ہوی جب دل افروز بیدار خواب
عجوبہ نظر آیا یہہ انقلاب

جو آنکھون سے دیکھا وہ سب خواب تھا
خیال اوسکو آیا عجب خواب تھا

بچھونے پہ دیکھا جو کچھ دھیان سے
تہا نکلا ہوا نیمچہ میان سے

ہوا اوسکو سارا یقین شک نہ تھا
نہو خواب بیداری کا ماجرا

وہ کیونکر اس تقید مین آیا گیا
کہ دیکھے مجھے ہائے آیا گیا

عجب دل پہ غصہ عجب بار تھا
سمجھہ کر رہی چپ کہ اسرار تھا

ہوی پہر تو محو تماشاے یار
نظر مین شگفتہ ہوا لالہ زار

تصور مین پہر دن ہی تکتی تہی کچھ
مگر شرم سے کہہ نہ سکتی تہی کچھ

ہوی دل کے اندر ہی اندر ملول
ہوا کچھ نہ جز یاس حرمان حصول

تہا اوس بدر کامل کو ایسا ملال
کہٹی اپنے مین آپ مثل ہلال

فقط زیر لب آہ کرتی رہی وہ
مگر منہ سے کہنے کو ڈرتی تہی وہ

لحاظ اور غیرت سے وہ تنگ تھی
لڑی عقل مین عشق مین جنگ تھی

خرد کہتی تھی عشق ہے وہ بلا
جہان آیا تاراج کر ہی رہا

کسیکو نہین عشرت اس راج مین
جراحت ہے بس راحت اس راج مین

رعیت کا سب پیشہ فریاد ہے
سوا اسکے پہر کچھ اگر یاد ہے

کہین شور غوغا کہین آہ غل
یہی ہین ہنر جو کہ آتے ہین کل

خور د خواب کا حال ہے طرفہ تر
کوئی شعبدہ ہے یہ آنکھون پہر

مگر موج کی طرح کہا پیچ و تاب
لیا وام دریا کے سوتون سے خواب

لباس اونکا مانند گل تار تار
یہی جامہ زیبی کی زینت ہزار

جو ہو اس کا آسیب دیوانہ ہو
یگانون سے اپنے وہ بیگانہ ہو

غرض عشق ہے ایک آسیب بد — اگر لاکھ جھاڑو نہ ہو پھر بھی رد
کہا عشق نے کیا خرد سے غرض — نہین نیک طینت کو بد سے غرض
خرد جسکو کہتے ہین مفسد ہے وہ — جہان تنگ نظر کیجئے ضد ہے وہ
خرد سے ہے غوغاے خرد و بزرگ — خرد سے ہے فریادی بز اور گرگ
خرد کے سبب سے عذاب و عقاب — خرد کے سبب سے ہر اک پیچ و تاب
یہی باعث جنگ و اسباب صلح — اسی سے ہے تعبیر اور خواب صلح
یہی باعث عجب بیجا مدام — یہی موجب شان ناحق و دام
اسی سے دماغ آسمان پر ہوا — اسی کا تو سایہ جہان پر ہوا
یہی جن تو سر سے اترتا نہین — اس آسیب سے کون ڈرتا نہین
یہی تو ہے جسکو بلا کہتے ہین — اسی کو قیامت سدا کہتے ہین
حیا پردہ داری کو آنکھون مین آئی — کہ ساتھ آتے آتے ادہر شرما گئی
کہا کیون اکیلی تو گھبرا گئی — خرد کو تری خانہ زاد آگئی
سنا اب گوش دل سے ہمارا کہا — خرد عشق مین تو نہین اک برا
اگر دونون کے ساتھ ہم دور ہین — تو ہون چار پھر چار مین جور ہین
نہین کچھ نہ دشمن سے پہنچے گزند — کبھی فضل حق سے نہ [illegible]

یقین ہے کہ آرام کا ڈہنگ ہو
ملین راستے جب جا رہنہ تنگ ہو

دل افروز نے جب یہ باتین سنی
بہت اوسکے دل کو پسند آگئی

وہ ہر چند آمادہ تہی ضبط پر
ہوی ضبط سے اور حالت بتر

رکاوٹ سے ہوتا ہے دونا ملال
مگر چاہئے وے زبان سے نکال

کرے کیا کہ رسوائی کا تہا خطر
خدائی کا بہی ڈر خدا کا بہی ڈر

ہوا عشق چہرے سے اوسکے عیان
ہوا آشکارا یہہ راز نہان

ہر اک چشم تر زرد رخ خشک لب
دکہانے لگے دل کا رنج و تعب

اوٹہانا پڑا اوٹہتے جوبن کو غم
ادہر نار کا سینے کا شل دم

خزان بنکے گلشن مین آئی بہار
ریاض جوانی کا ہر گل تہا خار

چہپایا بہت دل مین داغ اور درد
حساب عزیزان کی دل ہی ہے فرد

مثل ہے کہ بس دل کو دل سے ہی راہ
نکیون ہوتی پہر حالت اوسکی تباہ

تہہ جب ہوا اوسکے لئے جان جان
تو اوس کی تباہی بہی لازم ہے مان

ہے مشہور عالم مین تسخیر عشق
قیامت کی ہوتی ہے تاثیر عشق

کیا عشق نے اوس کا جب حال یہہ
سنا پہلے مان ہی نے احوال یہہ

کہا شاہ بیگم نے تب شاہ سے
بہت نالہ و شیون و آہ سے

محبت سے دونون ہوے اشکبار
کہا کیا قیامت ہوی آشکار

گئے وہ خبر ین اپنی بیٹی کے پاس ... لگا کر گلے پوچھا کیون ہو اداس
تمہین ہو عصائے ضعیفی ہمین ... تمہارا ابھی یہہ حال ہے کیا کہین
ہین ہم دونون گویا دو انکہون کے گہر ... تمہین ایک ہو انمین نور نظر
خدا جانے کیا تمکو آزار ہے ... شفا دے خدا دل جو بیمار ہے
وگرنہ ہے کیا حال دل بولدو ... یہہ سربستہ عقدہ زرا کہولدو
حیا سے رہی چپ وہ تہوڑا کے سر ... نہ کہولا دہن اپنا مانند سر
تامل سے اتنا کہا کچہہ نہین ... خدا کے تصدق سے کیا کچہہ نہین
مین کیون ناسپاسی سے ہوتی اداس ... یہی عاجزانہ ہے بس التماس
مگر باپ مان نے جو دیکہا مزاج ... طبیبون کو بلوایا بہر علاج
ہوے جبکہ حاضر وہ حسب طلب ... یہی عرض کرنے لگے سب کے سب
کہا نبض و قارورہ کو دیکہکر ... بجز احتراق اور نہین کچہہ مگر
جو ہو حکم تنقیہ ائی سے یہہ ہو دور ... کہ تبرید ہے اس مرض کو ضرور
طبیبون نے کیا کیا کئے ہی علاج ... نہ اچھا ہوا اس مرض سے مزاج
تو پہر شاہ کو یہہ خیال آگیا ... سیانون کو دکہلا کے دیکہون زرا
وہان حسب ارشاد عامل ہی آگئے ... سخن متفق ہو کے لب پر یہہ لائے

کہ شہزادی کو کوئی سایا ہوا | اگر حکم ہو تو کرین رد بلا
ہوا حکم شہ کا تو فی الفور سب | ہوے مستعد لیکے بس نام رب
کبھی دم کا پانی پلانے لگے | کبھی کچھ فتیلے جلانے لگے
نہاون بھی ڈالے کوئی پانچ چار | اس اثنا مین صدقے اوتارے ہزار
ہوا فایدہ جب نہ اس کام سے | ہوے وہ بھی محروم انعام سے
زمانے کی عادت یہی کیا کرے | ہر اک اپنے مطلب کو پورا کرے
طبیبون سے پوچھو تو شکوہ بتائین | سیانون سے کہئے تو سایا بتائین
کسی سے کسی کو گلا کچھ نہین | کہ اسمین کسیکی خطا کچھ نہین
وزیرون سے کہنے لگا بادشاہ | کہ ہے شاہزادی کی حالت تباہ
طبیب اور عامل بھی عاجز رہے | علاج اس مرض کا نکچھ کر سکے
یہہ کہکر ہوا یاس سے زار زار | وزیرون نے کی عرض ای شہریار
بلاکر منجم کو رمال کو | کرین آپ دریافت سب حال کو
کہا شہ نے بہتر ہے جو رائے ہے | کرین یہہ بھی تدبیر کا عرصہ طے
جب آئے منجم بھی رمال بھی | کیا اونسے دریافت سب حال بھی
جواب شہ تاجور کے لئے | وہ رمال محو تصور ہوے

ادھر قرعہ پھینکا لکھی شکل اودھر
بیاض اپنی دیکھی جو رمال نے
نصیب عدو کچھہ نہین ہے مرض
خدا کے کرم سے شفا ہو ضرور
منجم نے بھی دیکھکر کچھہ حساب
پس جمع و تفریق و تقسیم و ضرب
بہت زایچے مین جو کی ہم نے غور
بروج اور سیارے دیکھے تمام
کسی بات کا ہے یہہ دل پر ملال
کہا شہ نے دل مین ہے کیا ماجرا
او نہین دیکھے انعام شادان کیا
کوئی باعث رنج ثابت نہین
مین دیوانی کی کس سے شادی کرون
کہ شہزادی کو جو کرے باشعور
غرض شاہ مایوس تدبیر تھا

تھا بس خیر داخل تو خارج تھا شر
جماعت کا ہر فرد بولا زہے
نہو جو ہر طبع ہرگز عرض
نہین تو نہ رمال ہم ہین حضور
دیا اسطرح بادشہ کو جواب
کیا ہم نے نظارۂ شرق غرب
مرض کا تو پایا نہ طالع مین طور
کسی مین نہ پایا نحوست کا نام
جو ہو جاے شادی تو شاہ حال
الٰہی یہہ ہے ناگہانی بلا
تعجب کے ساتھہ اپنے دل سے کہا
نہون اہل تنجیم کاذب کہین
ہے بہتر کہ ایسی منادی کرون
کرون اوسکی شادی مین اوسے فرح
تو اقرار ایسا کیا پھر ملا

بس ایسا ہی شہزادی کا تہا مزاج | کسی سے ہوا پھر نہ اوسکا علاج
یہہ جو کچھہ ہے آئین تدبیر ہے | وہی ہو رہیگا جو تقدیر ہے

داستان شہزادہ جان جان کے تلاش شہزادی دل افروز مین نکلنے اور آتش پری او سکو اوڑالیجا کر ہرن بنانے کی

شراب مغیلان پلا ساقیا | نہو خار راہ طلب خار پا
سناؤن کچھہ اوس شاہزاد کا حال | کہ جسکو تہا فرقت کا صدمہ کمال
کہ راہ طلب کا جو آمادہ تھا | جو محبوب طینت کا دلدادہ تھا
ہوا عشق کا جن جو سر پر سوار | پیادہ روانہ ہوا سایہ وار
پرا تھا مگر سایہ بنکر چلا | مقدر کے سامان دیکہو زرا
گیا اوسنے یون کتنی منزل کو طے | نہ سمجہا زیان ہے کوئی سود ہے
جو مقصد کی منزل نظر مین رہی | بس اوسکی نظر اس سفر مین رہی
اگرچہ وہ اک مرد فرزانہ تھا | مگر دیو الفت سے دیوانہ تھا
ہوا ایک دن اوس کا اوس جا گزر | تمازت تھی خورشید کی اسقدر
شجر دہوپ سے یہہ ہوکے تہے نہال | درخت چنار اون سے تھے پایمال
نہ تہے نام کو بھی وہان وحش و طیر | عجائب تھی قدرت کی سنسان سیر

زمین پر رکھے جبکہ دہوپ سے پاؤں
تڑپتی رہے پاؤں پڑ پڑکے چہاؤں

درندے درون مین تہے دیوار سے
گزندے گزندومین تہے بار سے

ہر اک جادہ چاک گریبان ہوا
کہ وحشت زدہ خود بیابان ہوا

زمانے نے دیکہا ہے گو گرم و سرد
مگر دیکہتے ہی یہہ گرمی تہا سرد

کرے کسطرح پہر کوئی ورد ہوپ
نہ باقی رہے جب مسافر کا روپ

سمان آسمان پر یہہ تہا مہر کا
کہ بے رحم و بے درد و بے مہر تہا

حرارت یہہ بے کس کی تہی جان پہ
گرے ایسی بجلی نہ انسان پر

عجب بیکسی تہی عجب اوسکا صبر
نہ تہا حال پر اوسکے رونے کو ابر

کف دست میدان گرمی کا زور
پہر اوس پر یہہ پیاس کا زور شور

بجز نالہ نالا نہ کوئی وہان
رہا تشنگی پی کے پیاسا جوان

نہ تہا کوئی چشمہ بغیر سراب
نہ تہا جز پسینا وہان قطرہ آب

کوئی تشنہ کیا خاک باندہے کمر
گلا کاٹ کر اپنا مر جانے پر

تہا تیغ و سپر کا تو پانی ہی خشک
فقط پانی ہی کیا روانی ہی خشک

ہر اک سنگ ہی سنگ چقماق تہا
کہ اپنی ہی آتش سے مر مر گیا

کیا دشت نے کیا ہی جلکر تپاک
تہا دل آتش عشق سے جلکے خاک

کرے گر میان عشق سے لاگ گیا
پھرے آتش عشق سے اگ گیا

وہ عاشق تھا لیکن بشر ہی تو تھا
سفر یہ مثال سقر ہی تو تھا

نظر مین جو تھا نقطۂ ہجر یار
گیا نقطۂ زاید اوس کو شمار

خیال آگیا اوس کو اوس نقش کا
جو الطاف سے فتنہ گر نے دیا

ٹٹولا نہ پایا مگر ڈھونڈ پر
لگا ہاتھ ملنے وہ شوریدہ سر

نشانی کا چھلا بھی تھا بے نشان
بس اونگلی کو پاتے ہی خالی جوان

کہا خیر ہو شر کا ہے ماجرا
پر اک تحفۂ یار گم ہو گیا

جو کی غور پھر آگیا دھیان مین
کہ رکھ آیا ہون مین قلمدان مین

تشفی ہوی بھی تاسف کے ساتھ
مقدر نے آخر رکھا خالی ہاتھ

مقدر کا لکھا مٹاتا ہے کون
جو بگڑا ہے یہ تو بتاتا ہے کون

اوداسی برسنے لگی یاس سے
ہوا قافیہ تنگ تر پیاس سے

زبان سوکھی لب سوکھے بس رہ گیا
بہت صدمے وہ غنچہ لب سہ گیا

اسیطرح جب بڑھ گئی حد سے پیاس
خدا سے یہ رو رو کے کی التماس

الٰہی مین عبد گنہ گار ہون
مین آوارۂ دشت ادبار ہون

کوئی راہ الفت مین یاور نہین
بجز حضرت عشق رہبر نہین

نہین کوئی یار و جلیس و رفیق
نہین غمگسار و انیس و شفیق

مددگار کوئی نہین ہے یہان
مدد تو ہی کر ناکس بیکسان

تہ دل سے اوس نے جو کی التجا
ہوی مستجاب اوسکی اوسدم دعا

ہوا فضل خلاق دنیا و دین
ہوا شاد و خرم وہ زار و حزین

ہوی دفع جب ناگہانی بلا
کہا شکر ہے تیرا بار خدا

کرون کس زبان سے ترا شکر ادا
مین ناچیز بندہ تو رب العلا

تو خلاق و رزاق و سبحان ہے
تو غفار و ستار و رحمان ہے

بزرگی تجہی کو سزاوار ہے
تو ہر وقت سب کا مددگار ہے

دعاے گنہگار بیحد خراب
ہوی تیری درگاہ مین مستجاب

مین آلودہ عصیان تو اللہ پاک
تو خلاق خاک اور مین مشت خاک

سزاوار ہے بے نیازی تجہے
سہاتی ہے بندہ نوازی تجہے

برابر ہین شاہ و گدا تیرے پاس
نہین ایک کو دو تو تین بہی تو پاس

ہر اک کا تو حاجت روا ہے خدا
ترے پاس کیا فرق شاہ و گدا

قضا و قدر کے عجب کام ہین
کہ احکام حق کے یہ دو نام ہین

نہین عقل کو دخل اس جا ذرا
یہان تنگ ہتے ہین فہم و ذکا

ہوا فضل اوس کا تو پھر کیا ہے دیر — کہ سکین بلی سے عاجز ہو شیر
ہین قہر و کرم یہہ جحیم و نعیم — ہے قہار و رحمٰن وہ رب کریم
اگر بندہ اوس سے ہوا امیدوار — وہ مایوس کرتا نہین زینہار
دعا ہو گئی آن مین مستجاب — ہوا بات کی بات مین کامیاب
خدا جانے اوس کو تحمل ہوا — کہ وہ دشت آتش فشان سرد تھا
وہ چاہے تو ہو جائے گلزار آگ — وہ چاہے تو لائے بیابان راگ
کہین ناچے بھیرون بجا تالیان — کہین مان پر سم کی لے چٹکیان
بندھے ایسی جنگلے کی جنگل مین دہن — دہل کر لگے بولنے کان سن
خیال آئے پردیس مین دیس کے — مزے ایسے لوٹے نہ پھر ویسے کے
چلا جان جان شکر کرتا ہوا — دل افروز کا دم ہی بھرتا ہوا
گیا وان سے جب آگے دو چار میل — نظر آئی اک پر فضا اوسکو جھیل
وہ تالاب اگرچہ تھا تفریح زا — مگر اوس سے بلبل یار یہہ دق ہوا
وہ ہر چند دریا سے تفریح تھا — یہہ دق ہونا اوس کا یہ تشریح تھا
مرکب تف و ریح کا ہے جو یہہ — تب دق کا باعث ہوا پھر تو یہہ
سبب دق کا فی الاصل ہے ریح حار — ہے پھر گرچہ فالج جو بارد ہو یار

یہہ اک لفظی جہگڑا ہوا تہا شروع
قلم پہر ہوا سوے مطلب رجوع

ہو کیون وہ دق سیر کے نام سے
نہین ہجر مین رغبت آرام سے

کبہی ہجر مین ہو جو قابو سے سیر
تو عاشق کا بے یار ہو حال غیر

خوشی تہی کہ پیا سا تہا پانی ملا
الم تہا نہ وہ یار جانی ملا

ہمیشہ سے باہم ہین شادی وغم
ہوی کچھ خوشی ہی اوسے کچھ الم

لب چشمہ اک نخل تہا سیب کا
گمان ہی نہ تہا اوس کو آسیب کا

اگرچہ نہ تہی کہانے پینے کی دہن
نہ مرنے کی پروا نہ جینے کی دہن

جو یاد آیا سیب زنخدان یار
لئے توڑ سیب اوس نے دو تین چار

کیا نوالقہ اون کا لذت کے ساتہہ
کئے نوش جان خوب رغبت کے ساتہہ

پیا پانی منہہ ہاتہہ دہو کر زرا
طبیعت کو آرام تہوڑا ہوا

ہوا ٹہنڈی ٹہنڈی تہی نیند آگئی
جو سویا بلا کی گہٹا چہا گئی

تہکا ماندہ تہا وہ کئی روز کا
بڑی دیر سوتا ہی سوتا رہا

رسا جب ہوی زلف شب تا کمر
فلک نے کمر باندہی بیداد پر

وہ شب تہی شب ماہ روشن تہا دشت
فقط نور کا جیب دامن تہا دشت

پریزاد نکلی جو تہی گشت کو
کبہی پہرتی پہرتی اوس دشت کو

نظر آیا تالاب پر اک جوان — اوسے خفتہ بختی سے سوتا وہان
جو دیکھا رخ بحر حسن و جمال — ہوا چشمون مین جوش الفت کمال
تامل سے اوس کا نظارا کیا — محبت نے دل مین گزارا کیا
پری ہوگئی دیکھکر لوٹ پوٹ — طبیعت تہی اوس حسن پر اوسکی لوٹ
بشر پہ پریوش کا آتے ہی دل — اوتر تخت سے آگئی متصل
جو بڑہ بڑہ کے لہرائی لہرائی خوب — محبت کی دل پر گھٹا چھائی خوب
برسنے لگا ابر جوش وفاق — ٹپکنے لگا آنکہہ سے اشتیاق
نظر بہر کے دیکھا تو مایل ہوی — پری تیغ ابرو سے گہایل ہوی
ہوا بحر الفت مین جوش و خروش — تلاطم سے طوفان اوٹھا بڑہ کے جوش
ہوی کشتی صبر بالکل تباہ — گرا بادبان تحمل بیناہ
ہوی غرق گرداب غم آشنا — نہ تھا کوئی غیر خدا ناخدا
پری بنگئی بت لگین چپکیان — جنون مین گئی بہول شب شوخیان
اگرچہ تہا نام اوس کا آتش پری — مگر آتش عشق مین جل بجہی
ہوی شیفتہ جب وہ سوجان سے — پرستان کو لے اوڑی شان سے
مکان کو گئی لیکے مہمان کین — محبت نے اوسکو کیا دلنشین

جو بارہ دری مین جگایا اوسے ‏ — تحیر نے ششدر بنایا اوسے
کہلی آنکہہ اوسکی تو گہبرا گیا ‏ — ششش و پنج تہا غم بہت چہا گیا
کہا یا الٰہی یہہ کیا ہو گیا ‏ — مقدر مرا جاگ کر سو گیا
بیابان مین سوتا تہا تالاب پر ‏ — یہہ مین دیکہتا ہون تو ہے خاصہ گہر
اگرچہ یہہ سمجہا وہ خانہ خراب ‏ — کہ بیداری ہے یا یہہ ہے کوئی خواب
کچھ آگے ہی ایسا ہی دہوکا ہوا ‏ — اوسے یاد بالکل تہا وہ ماجرا
یقین ہو گیا اوسکو بیدار ہون ‏ — نئے دام مین نو گرفتار ہون
کہا دل سے تدبیر ایسی بتا ‏ — کہ اس قید سے یہہ قیدی رہا
بتائی اوسے دل نے تدبیر یہہ ‏ — کہ ہے واقعی ہیچ تقدیر یہہ
نہ گہبرا تو بندے ٹہیر صبر کر ‏ — طبیعت پر اپنی ذرا جبر کر
کرے کوئی سازش تو رہ پائیگا ‏ — نہین تو تڑپ کر تو مر جائیگا
پسند آئی یہہ رائے دل کی اوسے ‏ — کہا خوب یون ہی کیا چاہئیے
اسی کہنے سننے مین تہا وہ بشر ‏ — پری آشکارا ہوی جلوہ گر
کہا کیون مکدر ہے آئینہ رو ‏ — تہو مثل تصویر حیران تو
مین عاشق ہون سو جان سے حسرت بہری ‏ — مرا نام ہے یار آتش پری

شب ماہ کی سیر کرتی تھی مین — خود اپنے ہی سایے سے ڈرتی تھی مین
نظر جب پڑی تجھپر اے مہربان — تصدق ہوئین آنکہہ کی پتلیان
ہوی جان و دل سے جو مایل تری — کیا تیغ ابرو نے گھایل تری
اوڑا لائی جب اپنے ایوان مین — کہین جان آئی مری جان مین
خوشی سے کرا و قات اپنی بسر — ہنسی دل لگی ہی مین شام و سحر
مری کشتئ عشق ہے منجدہار — کرو وصل سے اپنے تم بیڑا پار
نہ صحبت سے میری کنارا کرو — اگر خیر چاہو گوارا کرو
تری چاہ مین باولی ہوگئی — مین سوتا تجھے دیکھکر کھو گئی
مری چاہ سے منہہ جو موڑے زرا — جھکاؤن کنوین ایسے پھر دیکھنا
یہہ کچھہ دہمکی سے جان جان ڈر گیا — غضب مارے ہیبت کے بس مر گیا
کہا جان جان نے کہ اے میری جان — سنا ہے کہ کہتا ہے سارا جہان
اوٹھاتے ہین معشوق کا ناز سب — مگر ہے یہہ بر عکس دہمکی غضب
یہہ کس منہہ سے کہتے ہو طالب ہو تم — ہے نقطون سے ثابت کہ غالب ہو تم
حکومت نہین عاشقی مین روا — دکھیگا نہ دل اس سے معشوق کا

شعر صنعت منقوط مین

غضب ظن غضب خنجر پیچ جبین	غضب جنبشِ بخت بخشش نشین

اشعار صنعت منقطع الحروف میں

دلِ واورس اور دردِ دل آہ	دل زار و راز رخ زرد واہ
دلِ درد درد و رخِ زرد زرد	رخِ زرد زرد و دلِ درد و درد
دلِ راز داران روحِ روان	روان درد و دل ذوقِ دود و دوان
دلِ زار و زاری آزار دل	دل آرام دو درد رو دار دل

اشعار صنعت عاطلہ میں

اگر صدمہ ہو دل کو ہو گا ملال	مرا دل دکھاؤ دکھاؤ کمال
ڈرا کر وہ دم ہمارا آ ہوا	کرو ہم کو دم ہم کا کرا و گل ادا
روا ہو مراد کام مالا کلام	کہو والسلام اور کہو والسلام
سر وصل دلدار اگر رام ہو	دل دام آرا کو آرام ہو
اگر ہو گیا آرام سکھ ہو گا رام	اگر ہو گا سکھ رام دکھ ہو گا دام

اشعار صنعت بازگشت میں

دلِ شاد حال و لبِ نالہ تال	لبِ نالہ تال و دلِ شاد حال
بدن داغدار و سخن شعلہ بار	سخن شعلہ بار و بدن داغدار

غم لالہ فام و دل خستہ کام — دل خستہ کام و غم لالہ فام
جگر گلستان نفس گلفشان — نفس گلفشان و جگر گلستان
رخ رشک ماہ و خط نالہ آہ — خط نالہ آہ و رخ رشک ماہ
پری آ گئے ہیں شیفتہ ہی تو تھی — ہوی اور لسانی پر آمادہ ولی
کہا شاہزادے کہ مہر ہے خیال — یہہ بندی ہے عاشق فدا جان و مال
ہیں ہوں نازبردار سو جان سے — ہیں سچ کہتی ہوں اپنے ایمان سے
جو کچھہ کہتے ہو ظن باطل ہے وہ — فقط یار دعوائے باطل ہے وہ
مرے باب میں یہہ نہ کرنا گمان — رہو صاف دل مجھہ سے اے جان جان
دیا ہو کا یوں کہہ کے اوسنے آہ — کہا شیدا یوں کہہ کے اوسنے آہ
ہے عالم میں مشہور عورت کا مکر — اسی سے ہے دنیا میں ہر جا یہ غدر
یہی زمرہ پر کید و تلبیس ہے — جماعت یہی فوج ابلیس ہے
ہے قرآن گواہ انکی تلبیس کا — ہے دم بند ان سے ہی ابلیس کا
ہر اک نیک بی بی سے ہے التجا — مری بات کا کچھہ نہ مانے برا
غرض مجھکو ہے جو عورات سے — نہیں نیک سے بلکہ بد ذات سے
برا اونکو میں نے کہا بھی تو کیا — وہ نہیں آپ بھی تو کہینگی برا
ہوا تھا جو کچھہ معذرت میں روان — قلم پھر چلا جانب داستان

وہ بیچارہ عورت تھی یہ سادہ مرد — پھنسا دام میں یسطرح دشت گرد
اسیر بلا ہو کے ناچار وہ — شش و پنج ہی سے تھا دو چار وہ
پری کو نہ وصل اسکو منظور تھا — کہ ہمجنس پیارا بہت دور تھا
بناوٹ سے راضی ہوا وصل پر — کہ تھا نقص معشوق اس فصل پہ
رہا منھ پہ خوش اور دل میں اداس — کہ تھا دور مقصود سے اسکے پاس
کیا منھ بھی کالا تو وہ روسیا — نہ تھی صاف اوس سے خدا کی پناہ
بنایا ہرن اوسکو انسان سے — تملق تھا تحفہ کو شیطان سے
وہ انسان سے جب ہرن ہو گیا — غضب ہوش اوسکا ہرن ہو گیا
ہوا مست وہ چوکڑی بھول کر — ہنسی کو چھپیان دست و پا پھولکر
کہا یا خدا کیا سمایا ہوا — کہ خاکی کو آتش بسایا ہوا
سنا ہے تجدد سے امثال کا — نظارہ ہے آنکھوں سے اس حال کا
پری زاد سے اوسکو وحشت رہی — کہ اس زندگانی سے نفرت رہی
کسیکو جو ہمجنس سے لاگ ہو — پری کو بھی دیکھے تو جان آگ ہو
وہی خوب ہے جو کہ مرغوب ہے — وہ پیارا ہے اپنا جو محبوب ہے
گذر جائے فرقت اگر غیر سے — کہیں خوب ہے صحبت غیر سے

کہ ہے پیار۔ پیارے کی ہر بات مین ‌ ‌ مزا ہے اوسیکی ملاقات مین
غریب الوطن جب بلا مین پھنسا ‌ ‌ اوسے دل لگی کا ذریعا ہوا
مہ یکتا تھا معمول شام و سحر ‌ ‌ ہر اک دن کو شب کو بتاتی بسر
وہ دن پھر اوتی باغ مین بیقرار ‌ ‌ پھرا کرتا وحشت زدہ دل فگار
جو شام آتی تھی اوسکی تماشے کے ساتھ ‌ ‌ تو ہوتی تھی صحبت بھی نفرت کے ساتھ
وہی دل مین جسکے لئے زار تھا ‌ ‌ پری کے بھی سائے سے بیزار تھا
اوہی اپنے وحشت زدہ حال مین ‌ ‌ اوسی ہجر کے غم کے جنجال مین
کسی سے نہ کہتا نہ سنتا تھا وہ ‌ ‌ غزل پڑھکے یہہ سر کو دھنتا تھا وہ

غزل

شکستہ نوشتہ ہی تقدیر کا ‌ ‌ بہت پاؤن توڑا بھی تدبیر کا
تری ناک پا رنگ لانے لگی ‌ ‌ ملا خاک مین نام اکسیر کا
دکھایا جو تقدیر نے خواب وصل ‌ ‌ تجسس ہے اوسکی ہی تعبیر کا
مرے ہوش بالکل ہرن ہوگئے ‌ ‌ جنون بڑھ گیا چشم بے پیر کا
فقط ایک ابرو نہین ہے کمان ‌ ‌ مژہ کام کرنے لگی تیر کا
قلم ہاتھ کوئی کرے بھی قبول ‌ ‌ کہ موقع نہین اوس سے تحریر کا

تری دہن میں ایسی لگیں ہچکیاں
ہوا اتفاقیہ تنگ تقریر کا

پری کو ہکن چشمۂ آب تیغ
جدائی میں چشمہ ہوا شیر کا

نہ ہو تو جوائی عشق کچھ بھی نہیں
میں دیوانہ ہونے بھی نہ تیر کا

نظر میں ہے پرتو کی وہ مہرباں
ہے سادہ ورق صفحہ تصویر کا

غرض یون ہی گزرا اوسے ایک سال
شب و روز رہتی تھی تجدید حال

ہر اک کام ہے وقت پر منحصر
رہا وقت آنے کا وہ منتظر

داستان شہزادہ جان جان کو گل پری پہچان کر انسان بنانے کی اور جان جان حکیم کے بھیس میں دل افروز شہزادی کے علاج کے لئے وہاں پہونچنے کی

گلابی میں دے پھول ساقی مجھے
کرے عندلیب قلم چہچہے

نئے رنگ کی بو کی تو بھی پلا
کہ اب گل کھلانا ہے نیا

قضارا ہرن پھرتے پھرتے وہاں
گیا دوسرے باغ میں ناگہاں

گلستان تھا وہ مسکن گل پری
تھی باد بہاری سے ہر جا ہری

تھی بارہ [۱۲] دری بیچ میں طرحدار
کہ ششدر رہے دیدۂ روزگار

وہاں بیٹھی تھی گل پری ناز سے
اداسے کرشمے سے انداز سے

ہرن بھر رہا تھا جہاں چوکڑی
وہاں گل پری کی نظر جا پڑی

کہا اک سہیلی سے اپنی کہ جا
ہرن کو مرے پاس اب جلد لا

ہرن کو وہ خوش چشم لائی جو ساتھ
لیا گود میں گل نے پھیلا کے ہاتھ

نظر آئی جب دوسری اک بلا
ہرن چوکڑی بھول کر رہ گیا

ہرن کو زیادہ جو وحشت ہوئی
پری کو نہایت ہی حیرت ہوئی

کہا اس ہرن کو تو وحشت ہے اور
کہ صورت ہے کچھ اور سیرت ہے اور

تامل سے دیکھا تو یہہ گل کھلا
بلا مین ہے انسان کوئی مبتلا

پری نے کیا تہورا پانی طلب
دیئے چھینٹے پانی کے دم کرکے جب

ہرن کلمہ پڑھکر وہ انسان ہوا
پریزاد کا سر پر احسان ہوا

جو سودائی عشق جانان تھا وہ
جگر گوشۂ شسبم عریان تھا وہ

رہی اپنی حالت سے شرمندگی
تھی اس وحشی صورت سے شرمندگی

پری نے دوشالا اوڑھایا اسے
مروت کا خلعت پنہایا اسے

بشر اور بھی اوسکا ممنون ہوا
اس اخلاق کا دل سے مفتون ہوا

پریزاد حیرت سے تکنے لگی
کہ دیکھی ہوئی شکل ہے یہہ کوئی

جو کی غور معلوم اوس کو ہوا
خیال آگیا گزری روداد کا

کہا گل نے پہچان کر جان جان | ہوئی شہزادی شہر دارالامان

یہاں تم سے پالے ہوئے ناز سے | یہ سب غمزے ہیں بخت ناساز کے

بلا سے اگرچہ مصیبت تو ہے | سلامت رہو دم سلامت تو ہے

کہا جان جان نے کہ بتلاؤن کیا | مقدر کا ہے پیچ اک بد بلا

نہیں اپنی حالت کی پروا مجھے | زیادہ تعجب ہے اس کا مجھے

بتاؤ تو پہلے کہ تم کون ہو | مجھے کیسے پہچانتی ہو کہو

تمہیں مین نے دیکھا نہین ہے کبھی | پتا میرا تم کہہ چکی ہو ابھی

کہا گل نے ہنسکر کہ ای جان جان | بہن کتنی ہون تمہاری سنو مہربان

مرا نام ہے گل پری زاد ہون | گلستان عالم مین دل شاد ہون

مری تین بہنون کے نام اے جوان | ہین سنبل شگوفہ و نرگس و ارغوان

شب ماہ مین سیر کرتے ہوئے | سوئے خانہ فتنہ گر ہم گئے

نظر آئے جس وقت کوٹھے پہ تم | ہمارے ہوئے ہوش دیکھے سے گم

کہا دیکھ کر ہم نے شان خدا | ہین انسان مین بھی ایسے صلِ علیٰ

یہ ایسی ٹھہری کہ اوترین بیان | اتروا کے کوٹھے پہ تخت روان

اوتر کر جو دیکھا تو سب نے کہا | ملا کر دل افروز سے دیکھنا

اگر اس کا جوڑا ہے تو ہے وہی — ہمیں مشورت یہہ پسند آ گئی
پری زادے پر اوڑ لے گئیں — دل افروز کے خوابگہ میں تمہیں
جگایا وہاں جا کے دونوں کو جب — مزا اوس ملاقات کا تھا عجب
تو پھر جب طلوع سحر ہوگیا — جہاں تم تھے اوس جا گزر ہوگیا
تمہارے مکان میں تمہیں چھوڑ کر — گئے ہنڈے ہنڈے تمام اپنے گھر
کہا جان جاں نے کہ کیا بات ہے — اس آفت کا باعث ہی ذات ہے
کہوں اور کیا تم پری زاد ہیں — بلا میں پھنسا کر ہمیں شاد ہیں
پری نے کہا خوش ہو غم کہاتے کیوں — میں پہنچاتی ہوں پھر وگھبراتے کیوں
توقف ذرا کر کے گل نے کہا — دل افروز کو ہے مرض عشق کا
تمہاری جدائی کی بیمار ہے — ہمیشہ ہے زاری بدن زار ہے
اگر جاتے ہو تو ہو تم طبیب — شفا پائے اپنے مرض سے غریب
کہا گل نے جسوقت احوال یار — ہوا جان جاں کا کلیجا فگار
کہ جسکو کسی سے جو ہوتا ہے پیار — خلش ہوا ٹہے گرچہ اوسکو غبار
بڑہی بیکلی بھی تو خاموش تھا — مگر ساتھ ہی ضبط کا جوش تھا
کیا ضبط بھی حال ظاہر ہوا — غم دل کا چہرہ نظر آ گیا

پری جان جان کو حزیں دیکھ کر
پریشان جیسی شکل کیسو کر

کہا غم نہ کھاؤ نہ ہوؤ تم ملول
بفضل خدا مدعا ہو حصول

بجانے لگی تالی گل نوجوان
ہوا دیو جیسی تھا حاضر وہاں

تھا نام اوس کا شمشاد تھا شہر گل
کہا گل نے یہ تم نے کیا ای راستباز

یہ شہزادے بیٹھے ہیں جو روبرو
انہیں لیکے جا ہے یہ چاہا کہ تو

غریب الوطن ہیں کرم ہے ضرور
کہ گل آتی جو پہنچاوے خدا مثل

کہا گل نے شہزادے سے دیکھ بال
پڑے وقت تو آگ دکھلاؤ لال

ہیں اونکی صاحب مددکو ضرور
خدا چاہے گی تم سے بلا ہوگی دور

خدا حافظ ای جان جان جہاں
تقاضہ ہے تم کا بیاب آئے

اگرچہ تھا عاشق کو سر بھی وبال
مگر دم کے رشتے سے باندھا وہ بال

بجا لا کے شکریہ اوس نے کہا
بہت مجھ پہ احسان ہے آپ کا

جو شرمندۂ منت گل ہوا
سوے باغ عالم وہ بلبل ہوا

گرفتار طوق غم یار تھا
یہ آزاد رہنا اوسے بار تھا

ہوا حکم پر گل کے آزاد دیو
اوڑا لیکے قمری کو شمشاد دیو

اوسے چھوڑ کر آن کی آن میں
گیا دیو واپس پرستان میں

پہنچتے ہی شہزادہ اوس شہر مین | اوبھرنے لگا یار کی لہر مین
مسافر تھا جا کر سرا مین رہا | مسلمان تھا یاد خدا مین رہا
نظر اوسپر اوسکی پڑی ایکبار | لگا تھا جو دیوار پر اشتہار
کہ شہزادی کا جو کریگا علاج | وہی ہو مرا وارث تخت و تاج
اوسی سے کرون اوسکی شادی ضرور | یہہ تھا حکم سلطان دار السرور
ہوا دیکھکر جان جان شاد شاد | نصیحت پریزاد کی آئی یاد
کیا شہرہ آپکو بس طبیب | اگر اس پر وین ہو وصال حبیب
ہوی شہرت اوسکی بہت دور دور | گئی بات یہہ بادشہ کے حضور
کہا بادشہ نے کہ بلوائیے | مری بارگہ مین اوسے لائیے
یہان تک تو پہنچا وہ تدبیر سے | اب آگے ہو کیا دیکھین تقدیر سے

داستان شہزادہ جان جان حکیم بنکر شہزادی دل افروز کا علاج کرنے کی

عوض مے کے دارو اثر کی پلا | نہین تو فقط مست آنکھین دکھا
ہو ساقی علاج اس دل زار کا | کرے چارہ بیمار بیمار کا
ہوا حسب ارشاد حاضر طبیب | جوان حسین و شفیق و ادیب

بجالایا آداب آداب سے
کہ واقف تھا شاہی ہر اک داب سے

بہت اوسکی سلطان نے توقیر کی
فصاحت سے اوس نے بھی تقریر کی

ہوا بادشہ دیکھتے ہی فدا
ہوا اسکے باتیں بہت مبتلا

بہت اپنی قسمت پر افسوس کر
سب اسباب موجود وہ پہ کر نظر

کہا حال بیٹی کا شہ نے تمام
وہ بولا کہ ای شاہ ذی احتشام

حکیم مجازی کرے جب دوا
حکیم حقیقی بھی دے گا شفا

نہوں آپ مایوس اس حال سے
نہیں دور شافی کے افضال سے

مرض بھاگ جاے ابھی کالے کوس
شفا دم ہی لینے نہ دے کوس کوس

جہاں میں نہیں کس مرض کا علاج
تعجب کیا کہ ہو جاے اچھا مزاج

کہا شہ نے سنکر کہ معقول ہے
تمہاری جو ہے رای مقبول ہے

نظر رکھکے اللہ کے افضال پہ
کرو تم علاج اسکا اے باخبر

لگا حکم کرنے لگا گو علاج
معالج مگر تھا پریشان مزاج

سخن پوچھتی شاہزادی کی اک دوا
معالج نے اک روز اس سے کہا

سمجھ میں مرض کوئی آتا نہیں
مگر سایہ اونکو ہوا کیا کہیں

دوا نے تو کچھ بھی نہ تاثیر کی
اب اک بات باقی ہے تدبیر کی

میں اک نقش دیتا ہوں تاثیر کا ۔۔ دکھائے اثر نقش تقدیر کا
خدا چاہے تو جلد ہوگا شفا ۔۔ دوا سے ہے بڑھکر موثر دعا
تھی اک سیدھی سادی ضعیفہ وہاں ۔۔ تو بس نقش اس بات کا جم گیا
دیا لکھ کے اوس شب کا قصہ تمام ۔۔ سند کیلئے مہر کی والسلام
دوا نے جو لیجا کے اوسکو دیا ۔۔ خوشی بڑھ گئی پڑھ کے دل کھل گیا
طبیعت بحال اوسکی ہونے لگی ۔۔ خلل سب بتدریج کھونے لگی
ہوا اوسکی صحت سے ہر ایک شاد ۔۔ خوشی بر محل تھی کہ پائی مراد
بڑے چھوٹے ادنی و اعلی تمام ۔۔ محل میں ہوے شادمان خاص و عام
سنی باپ ماں نے بھی جب یہ خبر ۔۔ کیا سجدۂ شکر او ابسر
سخاوت کا بازار بھی گرم تھا ۔۔ تھا ہر روز بس جشن سے عید کا
جو جس نے مانی تھی نذر و نیاز ۔۔ وہ اوس اوس نے پہنچائی با امتیاز
کیا شاہ ذیشان نے دربار عام ۔۔ ہوے نذر دیکے شادان تمام
وہ شہزادہ جو تھا بظاہر طبیب ۔۔ بٹھایا اوسے شہ نے اپنے قریب
کہا سب کو دکھلا کے تم شاد ہوں ۔۔ یہ صاحب شہ میرے داماد ہوں
ہوئے شاد سب شادیانے بجے ۔۔ شہانے میں باجے سہانے بجے

وزیر معظم سے شہ نے کہا
کہ تیار ساماں ہو شادی کا

مسرت محل میں ہو دولھا وہان
زنانہ محل میں ہو دولہن یہان

کہا شاہزادی سے شہ نے طبیب
بتاؤ حسب اور نسب ای طبیب

یہ کی عرض اوسنے کہ عالیجناب
بتائے نسب خاک خانہ خراب

[illegible] مجھے کہتے آتی ہے شرم
لگا چپکے چپکے وہ پانی ہے شرم

ہوں نور نگاہ شہ تاجور
ہوں آوارۂ بحر و کہسار و بر

فقط میری قسمت کا چکر ہے یہ
نمایاں ہی حکمت کا منظر ہے یہ

مجھے اپنے احوال کی خبر نہیں
پہ صحت بھی دولت سے کچھ کم نہیں

خدا کا کرم شامل حال ہے
ہر اک دوست خوش خصم پامال ہے

ہمیشہ رکھے خوش خدائے کریم
دل دشمنان ہوں حسد سے دو نیم

یہ سنتے ہی باچھیں کھلیں شاہ کی
کہا یہ عنایت ہے اللہ کی

کروں کس زبان سے میں شکر خدا
برابر کا دولہن کو دولھا ملا

ہوئی عام شہرت جو اس بات کی
محل میں خوشی کی بڑی دھوم تھی

مقابل کا جوڑا جو دونوں کا تھا
ہر اک فرد کے دل کا غنچہ کھلا

کھلے پھول سب کہ آئی بہار
دلوں سے جدائی کے نکلے غبار

نجومی طلب جب سراسر ہوئے | ہر اک رسم کے دن مقرر ہوئے
ہر اک کام کو وقت پر ہے ظہور | ہر اک واقعے کو ہے موقع ضرور
جب آتا ہے وقت اوسکا بنتا نہین | سوا وقت کے رنگ جمتا نہین

داستان بیان مین شادی کتخدائی شہزادۂ جان جان و شہزادی دل افروز کے

دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب | کہ ہے چتر سر پر خوشی کا سحاب
ملے کچھ تو کیفیت بزم وصل | کہ ہے جوش پر عیش عشرت کی فصل
ہوئی رسم شادی کی جس دم شروع | ہوا مہر چرخ مقاصد طلوع
لگی ہونے طرفین مین سب رسوم | ہوئی سمدہنون کی بھی آمد کی دہوم
چلی مہندی سے جان آتش پری | کیا دلکو ساچق نے غم سے بری
اگر رنگ کا رنگ سب جمنے لگا | تو مستی نے مجلس کو حیران کیا
گزر کر جو دن آئی شربت کی رات | تھی شیرینیون سے بناؤ کی رات
جو دولہے کو پینے مین انکار تھا | پلانے مین محفل کو اصرار تھا
وہ شربت کہ تھا شربت وصل یار | پیئے پھر نہ کیون تشنۂ انتظار
جو انکار تھا وہ بناوٹ سے تھا | جو اصرار تھا وہ لگاوٹ سے تھا

پیا اوس نے شربت عجب ناز سے
لیا دل کو مخمل کے انداز سے

بلا ایسا شربت پلائی ہین شہر
جسے دیکھہ مصری بھی کھا جائے زہر

شکرپور تھا نام اس شہر کا
کہ شیرین کچھ ایسی تھی آب وہوا

برات آئی جس روز شب گشت کی
ہوا سیر کی ہر طرف بندھ گئی

یہی شب جوانون کی ہے شب برات
یہی منتون کی مرادون کی رات

پہنتے ہی بدھی یہ ثابت ہوا
کہ گردن مین الفت کا پھندا پڑا

گلے ہار پھولون کا جب نار ہے
دولھن کی محبت گلے نار ہے

جو ہاتھون مین گجرونکی جوڑی پڑی
سمجھنا اسے عشق کی ہنکڑی

سراپا ہے طرہ بھی طرہ کوئی
محبت کو سر پر رکھا یار کی

یہہ سب کچھ تو ہے شاعرانہ بیان
ازل سے محبت کی قیدی ہے جان

تھی ہر جا صداے سرود نشاط
ہر اک کی طبیعت کو تھا انبساط

کئی طرح کے باجے بجنے لگے
زمین پر یہہ بادل گرجنے لگے

قبا سے کبر مقنع کی دکھلا بہار
چلا دولھا گھوڑے پہ ہوکر سوار

پریزاد گھوڑا تھا مرد مرکی جان
بنی پتلیان آنکھون کی پتلیان

وہ گھوڑا ہی دولھا سراپا بنا
قبا جل کو پا کھر کو سہرا بنا

عجب زین زریں سے تھی زیب زین | ہو زیبہ و زیب جس سے راکب کا چین
بندھا چست یوں ریشمی تنگ تھا | تف زر سے ہر مو کمر تنگ تھا
رکابوں کی دونوں اگر دیکھے ضو | جیا سے جھکے ابروے ماہ نو
تھی تار نظر سے بھی خوش باگ ڈور | کہ ان سب پہ ایسی تھی کافردہ ڈور
نہ تھا زیربند اور زیبوں سے زیر | کہ تھا زیب زریں سے میں مانے سیر
گلے میں تھا مالا جواہر نگار | پہ پیزاد کے مہنگے کا جو ہار
جو پاؤں میں تھے پا برنجن پڑے | جواہر تھے انمول اون میں جڑے
تھا اوس تیز رفتار کا نام برق | سراپا تھا آب جواہر میں غرق
وہ مرکب کی ضو اور راکب کا نور | اوڑا جس سے چشم کواکب کا نور
چلا جب کہ نوشاہ زیر سما | بنی چتری بال ہما پر طلا
تھے نوشاہ کے ساتھ امیر و وزیر | تھے شاہان و فرماں صغیر و کبیر
بہ بے فکر تھے ساز نوبت نواز | گیا ہاتھ اپنے امیں سے ساز
جھنجوڑی گئی اس قدر راگنی | کہ آخر جھنجوٹی کی صورت بنی
کہیں چاندی سونے کے تخت رواں | جوان رنڈیاں اونپہ پریوں کی جاں
وہاں روشنی کا عجب نور تھا | کہ نور سحر جس سے کافور تھا

دو طرفہ تھے سرو چراغان ہزار
قمر سکل قمری تھا اون پر نثار

یہہ آزادہ و ضو بار پاسے نہ چھاؤن
دیا گاڑ سرو چراغان نے پاؤن

زمین سے ضیا سرو قد تھی بلند
اوجالے مین شب تھی دو دو نیزے چند

کنول سے جو روشن تھا ہر ایک تخت
درخت چنار اوس پہ تھا ہر درخت

جو روشن وہان پنجشاخے ہوئے
تھے ضو مین فزون پنجہ مہر سے

روانہ ہوے شاہی ایوان سے
بڑی شان و شوکت کے سامان سے

بنے تھے چراغون کے ٹھاٹھ الگ
تھے تر پولئے چوک کی حد تلک

وہ آرائشون کے گلون کی بہار
عروس چمن جس پہ دل سے نثار

کرے جھاڑ باروت کے بیشمار
تصدق تھے اون پر درخت چنار

ہوائی انار اور مہتاب سے
ہوائی لگی ماہ پر چھوٹنے

جلو مین جو تھی فوج تھی بیشمار
چلے آگے پیچھے پیادے سوار

کئی پالکی میانہ رتھ گاڑیان
پس و پیش تھین سب برابر روان

عجب فوجداری کا تھا اہتمام
اگرچہ ہوا لوگ کا ازدحام

کسیکو نہ دھکا کوئی دے سکے
سنبھل کر کھڑے اور سنبھلکر چلے

زمین پہ بھی باجو لگی نوبت کی دھوم
چھتون پر تماشائیون کا ہجوم

وہ تخت رواں وہ جوان رنڈیاں
وہ آرایش اور وہ گل بیجراں
وہ خوش رنگ وردی کی شاہی جلوس
وہ باروت کے پھول ہر رنگ کے
وہ گھوڑے کا تھمنا وہ چلنا قدم
وہ دولھا وہ شبدیز محشر خرام
وہ کوسوں تک استادہ شمع و چراغ
وہ ہر ہر طرح کی سواری کی سیر
کسیکو پکارا کوئی آ ئیے
وہ مردوں کا رستے پرا دیکھنا
جو جھانکے کمان ابرو شوخ و شریر
غرض دیکھ کر یہ خوشی کا سماں
بڑی شان سے اور بڑی جاہ سے
پہنچنے کو دولہن کے در پر برات
وہاں کی جو تھی رسم ادا کی گئی

پرستاں کا جلوہ حسن سے عیاں
وہ ہمراہ چلتا ہوا گلستاں
نمایش ہو ہر ہر قدم دست بوس
لگل باغ جنکے نہ پاسنگ کے
وہ باجوں کی میٹھی صدائیں بہم
وہ موتی کا سہرا مرصع کا کام
ثوابت کے دل میں بھی تھا جسکا داغ
دکھاتی تھی باد بہاری کی سیر
تماشا ذرا دیکھ کر جائیے
وہ دیوڑہی سے عورات کا دیکھنا
چلے گوشے گوشے سے چلا کے تیر
دعائیں لگے دینے پیر و جوان
او دہر چوک سے ہو کے شہراہ سے
خراماں خراماں لگی آدھی رات
ہر اک بات حد سے سوا ہوگئی

جو گھوڑے سے دولہا اوتر گیا
وہان رونق افروز مسند ہوا

جہان گھر کا گھر تھا وہ آراستہ
ملازم ہر اک سرو نوخاستہ

تماشائی باہر کا باہر گئے
براتی جو تھے سارے اندر گئے

موافق مراتب کے بیٹھے تمام
ہوا بزم مین راگ کا اہتمام

طوائف مین اک امّو نامی جو تھی
وہ گانے مین نامی گرامی جو تھی

کھڑی ہو کے سہرا یہ گانے لگی
عجب بھاؤ ظالم بتانے لگی

یہہ کی بزم مین اوسنے جادوگری
ہوئے سب کے سب امّو کے مشتری

ملا ساز کے سر جو چھیڑا بھاگ
ہرون کے کہلے گل کے مانند بھاگ

سہرا

شہ جانِ جان واہ سہرا ترا
ہے سہرون مین سب شاہ سہرا ترا

ہر اک تار ہے رشتۂ طول عمر
ہے جانِ ہوا خواہ سہرا ترا

ترے روے رشک قمر کے ثنا
ہوا ہالۂ ماہ سہرا ترا

ریاض جہان مین ہو پھولا پھلا
بصد شوکت و جاہ سہرا ترا

زبان کلک پرنو کی کہنے لگی
رکھے قائم اللہ سہرا ترا

اسیطرح باری گانے لگین کمال اپنے سارے دکھانے لگین
کیا راگ موقوف بہر فلاح ہوا حسب دستور شاہی نکاح
وہان سے وہ دولھا محل مین گیا لوازم ہوے جلوے کے سب ادا
بہم مصحف اور انجل اور آرسی ہوے دیکھنے شکل گلزار سی
یہہ جلوہ وہ جلوہ ہے جسکے لئے دل و دیدہ مدت سے مشتاق تھے
سراپا جو وہ طالب دید تھا اوسے جلوہ یہہ جلوۂ عید تھا
رسومات سے جب فراغت ہوی تجمل سے دولھن کی رخصت ہوی
عجب وقت تھا وہ عجب حال تھا خوشی کی ہمو غم کا جنجال تھا
کوئی ہنسنے کا کوئی رونیکا وقت کوئی پانیکا کوئی کھونیکا وقت
کسیکو ہے شادی کسیکو الم جہا مین ہے توام خوشی اور غم
اوسی دہوم سے جسطرح وہ برات مگر فرق اتنا سحر یہہ وہ رات
فقط اوسمین نوشاہ شبدیز پر عروس اسمین سکھپال مین جلوہ گر
رہا اوسمین دولھے کو سہرا نقاب رخ اسمین کہلا صورت آفتاب
وہ دولھا دولھن تھے بہم پیش و پس جلو مین ہر اک بے کم و بیش بس
تصدق گئے دونون پر سیم و زر ہوے فرش پاے نظر سیم و زر

جہیز اسقدر تھا وہ سب بحساب ۔ سمجھنے لگے نیند کے ماتے خواب
عجب نیند کی اہمین کھل بل ہوئی ۔ ہر اک چشم بیدار مشغل ہوئی
غرض شب سے بھی یہہ جدا کا نہ تھا ۔ چلین نیند سے سب کا مستانہ تھا
وہ پہونچا بڑی شان و شوکت کے ساتھ ۔ مسرت محل مین مسرت کے ساتھ
سواری جو اوتری ہوئی اوسکی دہوم ۔ جو دولہا دولھن کیلئے تھے رسوم
وہانکی جو رسمین وہان کی گئین ۔ یہانکی بھی رسمین یہان کی گئین
جو تھا ماہ کے وصل کا اشتیاق ۔ اوسے کاٹنا ہوگیا دن کا شاق
رہا اس قدر رات کا انتظار ۔ کہ گھڑیان ہی گنتا تھا امیدوار
ادہر سوے خلوت گیا آفتاب ۔ ادہر سہ قدح لیکے آیا شتاب
ابھی تاک مین تھا وہ مست وفاق ۔ عبث وقت کھونا ہوا اوسکو شاق
بہت جلد خاصہ تناول کیا ۔ ذرا دیر گانے کی محفل مین تھا
وہان سے ہوا داخل خوابگاہ ۔ مریض محبت بحال تباہ
وہ خلوت کچھ ایسی تھی دار الشفا ۔ ہوا جسکی لگتے ہی مردہ جیا
چہپر کھٹ مین لپٹی تھی وہ رشک حور ۔ جو یہہ پاس لیٹا ہوئی ہٹکے دور
گیا دل نے دہک دہک ہوا رنگ زرد ۔ ہوے دست و پا اوسکے دہشت سے سرد

جو دولھے نے دیکھا ہے یہہ ماجرا
دولھن پر بہت اوسکو پیار آگیا

حرارت طبیعت کی تھی جوش پر
پیا لب بہ لب عناب ہی پیشتر

پھر آب گل سرخ پینے لگا
یہہ پانی وہ پی پی کے جینے لگا

دولھن نے بھی کچھہ شرم کچھہ ناز سے
کچھہ ایسے عروسانہ انداز سے

رکھے ہاتھہ آنکھون پہ یون بار بار
کرے جیسے توبہ کوئی بیشمار

دولھن نے ذرا منھہ نہ اوسکو دیا
مگر کیا کرے بس نہین چل سکا

وہان سے کچھہ اوسنے جو تسکین نہ پائی
طبیعت بھی نارنج نورس پہ آئی

لجانے لگی کسمسانے لگی
حیا سے بدن وہ چرانے لگی.

بتنگ آکے جھنجلائی جھڑکی ہزار
مگر مانتا تھا بھلا کب وہ یار

جو تدبیر دفع حرارت کی تھی
حرارت خود اوس سے فزودنی ہوی

بڑھانے لگا رفتہ رفتہ وہ پاؤن
کہ رہ تا لب چشمہ فیض پاؤن

عجب لطف کی ناتھا پائی ہوی
فریدار مخفی لڑائی ہوی

ہر اک لات مین صاف مضمر یہ بات
کہ بیزار ہو عیش پر ماری لات

بڑھا جانب چشمہ جانفزا
پیاپے وہ غوطے لگانے لگا

جو کی بند آنکھین رکھا آڑا ہاتھہ
تصدق ہوی جان حرکت کے ساتھہ

اسی خوف کے مارے پنچی نہین
نہو فاش یہ راز مخفی کہین

ہوا غسل وہ غسل صحت اوسے
ملا خوب ہی لطف صحبت اوسے

رہے تاکتے جھانکتے جو کمال
ٹپکنے لگی اونکے منہ سے بھی رال

چنان بردوآ ور دوآ ور دوبرو
کہ وایہ زحسرت پس پردہ مرد

لہو کے تھے فوارے چھوٹے ہوے
وہ سب ساوی چادر پہ بوٹے ہوے

ہتکی مانندی چہرہ تھا لٹکا ہوا
بدن تھا نقاہت سے جھکا ہوا

اسیطرح کچھ سوتے کچھ جاگتے
گئی شب ہوی صبح سوتے اوٹھے

نکل آیا خلوت سے وہ کامیاب
چھپر کھٹ مین لیٹی تھی وہ پر حجاب

پڑا چو طرف پھر تو اک بار غل
نسیم سحر سے ہوا غنچہ گل

ہوے دونون فارغ جو حمام سے
تناول کیا خاصہ آرام سے

لگے بولنے راز بستہ کھول
ڈھنڈورے کی صورت بجیری تنبول

بڑی شان و شوکت سے جو تھی ہوئی
جو اک رسم باقی تھی وہ بھی ہوی

ہر اک رسم کے بعد دربار تھا
ہر اک نذر دینے کو تیار تھا

اسی شادی کے ضمن مین شاہ نے
وہ منصف مزاج و حق آگاہ نے

ہزارون غریبون کی کین شادیان
ہوئین شہر مین خانہ آبادیان

خوشی سے یہ دینے لگے سب دعا | کہ دارین میں شاد کا ہو بھلا
برآئی جو نوشہ کے دل کی مراد | گزارے عروسی کے دن شاد شاد
ملا تھا جو رہنے کو دونوں کے باغ | وہ دیتا تھا باغ ارم کو بھی داغ
کوئی پھول عشرت سے باغی نہ تھا | وہاں کا تو لالہ بھی داغی نہ تھا
پیالہ تھا لالہ تو تھا دُرد داغ | تھا سرشار کیفیت سیر باغ
ہزار امناتا تھا خوشیاں ہزار | نہ کھاتی تھی بلبل غم گل سے خار
مقدر پہ شاکر جو شمشاد تھا | غم و رنج صرصر سے آزاد تھا
گلے میں تھا ہر اک کے مستی کا طوق | اوڑی پھرتی تھیں قمریاں جوق جوق
ہر اک گوش گل مست لطف سماع | ترانوں پہ بلبل کا سب اجتماع
نہ تھی چشم مخمور نرگس بھی کور | نگہ مست کرتی تھی نزدیک و دور
یہ کیفیتیں تھیں وہاں تاک میں | فلک چشم کوکب سے تھا تاک میں
نہ سنبل کی زلفیں پریشان ہوئی | یہ بن ٹھن کے زیب گلستان ہوئی
نہ سوسن تھی اوس باغ میں روسیاہ | کلی لب پہ ہنستی تھی بے اشتباہ
عروسانہ بوباس جوہی میں تھی | پھبی مستانہ بوباس جوہی میں تھی
کھلا تھا کہیں موتیا موگرا | تھا زیب زمیں موتیا موگرا

زمیں چمن تھی زمیں تتار — خراماں تھی ہر دم معطر بہار
کہیں خوشنما مہندی کی ٹٹیاں — گرے ٹٹی کی آڑ میں شوخیاں
چنبیلی کہیں اور چمپا کہیں — کہیں یاسمن اور کہیں یاسمیں
کہیں روئے شبو پہ شب کی نظر — کہیں صدقے سورج مکھی پر سحر
سہانا تھا اک حوض مرمر کا واں — فضادار صحن گلستاں کی جاں
تھا فوارہ اک بیچ میں خوش بہار — ہزاروں کی آنکھیں ہوں جیسے نثار
وہ تار نظر دیدۂ حوض کا — تھا چشم زمانہ میں صبح و مسا
اور اک نہر تھی ایک جانب رواں — جسے دیکھ کر تر ہو سوکھی زباں
کہیں چشمے جاں بخش دلخواہ جا — نظر پڑتے ہی باولی ہو نگاہ
رہی پاک و صاف ایسی ہر اک روش — گرے خار و خس بھی نہ رہ میں خلش
نہ اس لطف سے سبزہ بیگانہ تھا — صفائی پہ رستوں کی دیوانہ تھا
لجالو بھی شرمندہ ایسا ہوا — کہ خود اپنے سائے سے مرجھا گیا
حویلی بنی ایسی آراستہ — دولھن جیسی جلوے کی نوخاستہ
قنادیل آئینے آئینہ پوش — نظارے سے حیراں عقل اور ہوش
نمد تھا جو ہر آئینے پر پڑا — تحیر کی صورت پہ برقع رہا

ہر اک شی ضرورت کی موجود تھی
کہ مالک کی تفریح مقصود تھی

تھا زربفت کا شامیانہ کھنچا
مرصع کے استادے تھے بے بہا

ہر اک سمت ڈوری بھی زرکار تھی
ہر اک چیز زینت کی تیار تھی

بچھی تھی جو اک مسند زرنگار
دہرے تھے وہان تکیے بھی پربہار

بہت قیمتی فرش مخمل کا تھا
مکان مین بچھایا گیا جا بجا

منقش تھے سب سقف دیوار و در
نظر دیدہ بازی مین شام و سحر

چھپر کھٹ بھی سونے کا تیار تھا
حقیقت مین بخت اوسکا بیدار تھا

تھے پردے بھی کچھ ایسے ہر دو عزیز
کہ تھے پردۂ دیدۂ باتمیز

کناری کو بھی کچھ کنارہ نہ تھا
جواب اوسکا ہر اک کا یارا نہ تھا

عجب خوبصورت تھا ہر ایک بند
تھا بے پردگی کا بھی وہم بس بند

نہایت سہانی تھی سنجاف بھی
نہین اسمین گنجایش لاف بھی

ہر اک تکیہ تھا تکیہ گاہ خیال
نہالی سے ہو خواب شیرین نہال

تھی شبنم کی چادر نہایت لطیف
ہوی چاندنی جسکے آگے کثیف

مگر فرق اتنا تھا باہم پدید
وہ تھی سرخ اور یہہ تھی بالکل سفید

نہین یہہ غلو وصف کے باب مین
کسیکو میسر نہ ہو خواب مین

چھپر کھٹ کے بازو میں چوکی تھی ایک
روپہلا سنہرا تھا کام اوس پہ نیک

دھرے تھے وہاں خاصدان پیکدان
مرصع کی شان اور بدری کی جان

طلائی چنگیر اور جس میں گلہائے تر
اوسی طرح کا عطر دان دُرر

دھری تھی کتاب ایک تاریخ کی
جسے دیکھتی شاہزادی کبھی

اگر صندل اور عطر عنبر عبیر
شب و روز صرف انکا بس تھا کثیر

مہکتی تھی ایسی وہاں کی ہوا
بنی منجھا خانہ وہ خلوت سرا

ہر اک جا تھے پنکھے بہ بہتر لگے
ہوا کو ذرا ملتے ہی پر لگے

خصوصاً تھا خلوت میں ایسا مزا
قدم رکھتے ہی خواب آنے لگا

غرض ہر طرح کی تھی راحت وہاں
ہر اک حال میں تھی مسرت وہاں

دو دو دائی مغلانی آتون اصیل
ہر اک اپنی خدمت کی آپ ہی کفیل

سہیلی خواص اور ملازم تمام
موافق ضرورت کے باندی غلام

تھیں مامور ہر کام پر لونڈیاں
شب و روز سرگرم خدمت وہاں

کوئی گلعذار اور کوئی لالہ فام
کوئی خوش گلو اور کوئی خوش خرام

ہزارا کوئی اور سنبل کوئی
نظارہ کوئی اور کاکل کوئی

کوئی نرگس اور کوئی ترچھی نظر
کوئی فتنہ اور کوئی آہو کمر

پریرو کوئی اور پریشان کوئی | دل آرا کوئی اور ہنی جان کوئی
کوئی شکر اور کوئی شیرین زبان | کوئی گلرخ اور کوئی غنچہ دہان
یہہ تحسین شاہزادی کی خدمت گزار | ہر اک کام والی سلیقہ شعار
سوا انکے شاگرد پیشہ ہزار | کہیں پہرے والے کہیں چوکیدار
وہی باغ تھا یہہ تو تفریح باغ | لگا جس سے شہزادی کے دلکو داغ
کھلانے لگا اب شگوفے ہزار | دکھاتا ہے کیسی مزے کی بہار
ہوا مطمئن جان جانکا جو دل | وطن یاد آیا اوسے متصل
کہا اپنی بی بی سے ای دل کے چین | بہت یاد آتے ہین اب والدین
اگر چاہتی ہو تمھین لیکے جاؤن | نہین تو اکیلا فقط جاکے آؤن
وہ بولی کہ کیا آزماتے ہو تم | یہہ باتین زبان پر جو لاتے ہو تم
اقامت کرو تو اطاعت کرون | سیاحت کرو تو رفاقت کرون
سنی اوسنے یہہ بات جب ماہ سے | اجازت طلب کی وہین شاہ سے
کہا ساس سسرے نے منظور ہے | رکھو ساتھ سامان سفر دور ہے
اونھین دوسرے دن روانہ کیا | کہ ہمراہ لشکر خزانہ کیا
ادھر یہہ خوشی سے جو رخصت ہوے | ادھر وہ گرفتار فرقت ہوے
دل آیا تھا اموّ یہہ جو لگتے ہاتھ | تو رکھ لیکے تھا پھر لیا اوسکو ساتھ

داستان شاہزادہ جہان جان کا مع شاہزادی دل افروز فتنہ گر دختر شاہ جادوگران سے بچنا اور جہان جان سے فتنہ گر کا نکاح ہونا

رہے ساقیا دختِ رز لب بلب / کہ دو یار مہجور سے ملتے ہین اب
چلا اسطرح جب وہ ذی احتشام / سفر دن تمام اور شب کو مقام
کئی دن سے چلتے رہے جو غربت نصیب / گئے سحر آباد کے وہ قریب
دل افروز سے جان عالم نے کہا / وہ سب فتنہ گر کا جو تھا ماجرا
اوسے واقفِ حالِ ماضی کیا / سو فتنہ گر چھٹنے راضی کیا
سنانے لگا اپنی سب داستان / بس اول سے آخر تک اوسکو جوان
وہ گھر سے اوڑنا وہ غم کا سمان / وہ اپنا وہان رہ کے ہونا جوان
وہ جشنِ نہفتہ وہ خلوت کی بات / وہ چشم ربائی قیامت کی بات
وہ گرمی کا حد سے زیادہ اثر / وہ سونا شب چاردہ بام پر
وہ حیرت وہ صحبت وہ فرقت وہ خواب / وہ تعبیر باہم سوال و جواب
وہ اخلاص کے عہد و پیمان سلوک / وہ عزم سفر اضطراب اور چوک
وہ صحرا نوردی وہ گرمی وہ پیاس / وہ اللہ کی درگاہ مین التماس
وہ فضل اور تالاب و اشجار سیب / وہ بھوک اور وہ غفلت ناشکیب

وہ آتش پری کا تعشق جلن | وہ صحبت وہ نفرت وہ بننا ہرن
وہ شفقت وہ ہمدردیٔ گل پری | وہ انسان بنانا وہ جادوگری
وہ گل بولنا داستان کہن | وہ آنا پُلی سے بچار و لن بہن
وہ گل بولنا حال زار حبیب | وہ گل رلے دینا کہ بننا طبیب
وہ شمشاد کے ساتھ ہونا روان | وہ جہان سرائین اوترنا وہان
وہ دیوار پر دیکھنا اشتہار | وہ سلطان کا اقرار دل کا قرار
وہ فرمان شاہی طلب مین یہان | وہ بنکر طبیب اپنا آنا وہان
وہان سے تو سب تمکو معلوم ہے | کہون کیا مین جب تمکو معلوم ہے
رکھی اوسنے پوشیدہ امّی کی لاگ | مناسب نہ سمجھا کہ گاے یہ راگ
دل افروز نے جب سنی داستان | ہوے اشک آنکھون سے اوسکی روان
طبیعت ہوی اوسکی بے اختیار | سنبھل کر کہا پھر کہ پروردگار
تری بے نیازی کے قربان جاؤن | تری کارسازی کے قربان جاؤن
جسے چاہے اوسکو تو آرام دے | جسے چاہے اوسکو تو الام دے
جسے چاہے دے عزت و اعتبار | جسے چاہے کردے ذلیل اور خوار
کوئی شاہ ہو یا کوئی ہو گدا | خبر کیا مقدر مین لکھا ہے کیا۔

جو تقدیر برہم ہے ٹلتی نہین — یہان کوئی تدبیر چلتی نہین

کہان خوش نصیبی سہی دولت کوئی — کہان خوش نصیبی سہی راحت کوئی

کیا جان جان سے کرا تھا دل نواز — یہہ سب کچھ مقدر کے ناز و نیاز

قیامت ہے گویا قیامت کی بات — کسی سے لگا کیا ہے قسمت کی بات

جہنم مین آتش پری کا ہو گھر — ہوا فضل خلاق جن و بشر

یہہ مشہور ہے قول روشن ضمیر — ہر اک اس سے واقف ہے برنا و پیر

تو آنا ہمارا نگہبان ہے — قوی دشمنون کی بھی کیا جان ہے

سو فتنہ گر ہے جو عزم سفر — دلیل جو انزوی ہے یہہ مگر

کہ جسکو نہین بات کی اپنی لاج — وہ کس کام کا پھر تلوّن مزاج

ہوئی ختم جسوقت گفت و شنید — ہوی جان جان کو وہ گویا کہ عید

طبیعت نہایت پسند آ گئی — محبت دل افروز کی چھا گئی

تو عشق آگے سے بڑہکے پیدا ہوا — دل الضاف کا اوسکے شیدا ہوا

جو مشہور عورت کی تسخیر ہے — فقط وہم ہے سو تدبیر ہے

فتیلہ نہ تعویذ جادو سے کچھ — یہہ نقش اطاعت کا قابو ہے کچھ

شہ جان جان جانب فتنہ گر — روانہ ہوا پھر بہت جلد تر

پہنچتے ہی اوس منتظر کو خبر — سنوار انے سر سے ویران گھر
جو تھا صرصر ہجر سے مضمحل — کھلا صورت غنچہ پژمردہ دل
روانہ جو شاہی سواری ہوی — فدا شان باد بہاری ہوی
گیا جان جان جب اوس ایوان مین — تو عاشق کی جان آگئی جان مین
لپٹ کر بہت رونے لگی فتنہ گر — غش آیا بس آخر ہوی بے خبر
اگر کوئی دیکھے ذرا غور سے — حقیقت مین روتے ہین دو طور سے
الم سے تو ہوتے ہین گریان یہان — خوشی سے بھی ہوتے ہین آنسو روان
قیامت نے دیکھا جو یہ ماجرا — تو سمجھی کہ ہنگامہ ہے حشر کا
سونگھانے لگی مشک چھڑکا گلاب — کہ یہ دفع غش کی بلا ہو شتاب
بہت جلد غش سے اوٹھایا اوسے — کہ خواب گران سے جگایا اوسے
اوٹھی غش سے جسوقت وہ فتنہ گر — نہ جان جان بھی تھی مضطر ادھر
ہر اک پا کے مقصد جو دلشاد تھا — وہ اجڑا ہوا گھر بھی آباد تھا
مزے پائے کیا کیا ملاقات مین — رہے صرف حرف و حکایات مین
بس مدت احباب ملتے ہین جب — بڑی دیر تک کہتے سنتے ہین سب
کہی سرگذشت اپنی اپنی تمام — ہوے دونون رو دھو کے پھر شاد کام

یہہ بولی دل افروز آنے کی سُن ‏— مجھے بھی تو ہے اون سے ملنے کی دُہن

تھمو یون نہ تم بیقراری کرو ‏— مرے باپ سے خواستگاری کرو

یقین جانئے بد ہین یا نیک ہین ‏— پھر آپس مین ہم تب سب ایک ہین

یہہ کہہ کر روانہ کیا بے ہراس ‏— قیامت کے ہمراہ والد کے پاس

جو کی جھک کے تسلیم جہان نے ‏— لگا یا گلے شاہ ذیشان نے

جو مفتاحِ قفلِ تکلم ہوا ‏— سزا وارِ بابِ ترحم ہوا

کہا باتون باتون مین سلطان سے ‏— حیا سے تمنا سے ارمان سے

عنایت سے دلشاد کرنا مجھے ‏— نوازش سے داماد کرنا مجھے

ہوا سحر ایجاد شہ لا علاج ‏— کہ بیٹی کی مرضی پہ تھا ازدواج

خیال اوسکو آیا جو اس بات کا ‏— جما نفی مین نقش اثبات کا

جب اوسنے ہی بھیجا ہے انکار کیا ‏— کرے گی اب اسمین وہ تکرار کیا

کیا شادمان اوسکو اقبال سے ‏— مرخص ہوا وہ خوش اقبال سے

کہا آکے اوسنے جو کچھ ماجرا ‏— ہوئین دونون مسرور وہ دلربا

تکلف کا سامان مہیا ہوا ‏— نکاح اونکے آئین سے اونکا ہوا

میسر جو بیباک صحبت ہوی ‏— محل اور موقع کی خلوت ہوی

فراغت ہوی جبکہ سب کام سے
ملا جاکے اپنی دل آرام سے

کہا کیجئے چلکے اب سرفراز
ہوی چلنے آمادہ وہ مست ناز

اوسے اطلاع اوسکے آنیکی دی
کھلی بات مین اوسکے دل کی کلی

وہان سادگی تھی ہر اک بات مین
عروسی نہ مانع ملاقات مین

ہر اک شہر کا ایک الگ ہے رواج
نہو معترض اسمین منصف مزاج

کہ ہر ملک ہر رسمے دستور ہے
مثل یہہ زبانون پہ مشہور ہے

وہ آئے تو گویا بہار آگئی
لب زینہ تک وہ نگار آگئی

اوتارے اونھین عزو اعزاز سے
ملی اون سے تعظیم و انداز سے

مکان مین گئی شادمانی کے ساتھہ
لئے ہاتھہ مین اپنے مہمان کا ہاتھہ

شہ جہان جان بھی رہا ساتھہ الگ
گئی فتنہ گر لیکے مسند تلک

بٹھا کر اونھین حسن اخلاق سے
تھی مہمان نوازی مین اشفاق سے

بڑی دھوم سے وہ ضیافت ہوی
دل افروز اسیر مروت ہوی

ہوی جان جان کو مسرت کمال
جلاپے کا اون مین نہ پایا خیال

جو عورات ہوتے ہین عالی گہر
نہین ہوتے اونہین خیالات شر

یہہ لڑنا جھگڑنا ہے اجلاف مین
بُری عادتین کب ہین اشراف مین

رہی چار دن میہمانی کی سیر | وہ دولت سرا کو سدھارے بخیر

داستان شہزادہ جان جان معہ شہزادی دل افروز و شہزادی فتنہ گر اپنے وطن کو روانہ ہونگی

پلا جام گلگون کوئی ساقیا | قدم توسن طبع چلنے لگا
نہین تو پلا کوئی ایسی شراب | کہ مقصد کی منزل کو پہنچے شتاب
دل افروز کو ڈیرےمین چھوڑ کر | گیا جان جان پھر سوئے فتنہ گر
کہا اب وطن کا سفر پیش ہے | تمہین عذر کیا کچھ خوش اندیش ہے
کہا کچھ نہین ہے تامل مجھے | نہین عذر چلنے مین بالکل مجھے
گیا جان جان اوسکے والد کے پاس | پس رسم تسلیم کی التماس
غریب الوطن ہون اجازت ملے | مسافر کو منزل کی رخصت ملے
مقدر کے پیچون سے مجبور تھا | بہت دن مین ماں باپ سے دور تھا
کہا سحر ایجاد نے عذر کیا | سدھارو خوشی سے الم کیون بھلا
دیا حکم اون خانہ آباد کو | روانہ کیا بیٹی داماد کو
ملا پیاری بیٹی کو اتنا جہیز | کہ کی سیر حشمت نے وہان سے گریز
وہ بیٹی بھی میکے سے رو کر چلی | کہ سسرال ہمراہ شوہر چلی

قیامت سہیلی جو ہمراہ تھی
وہ امید جان ہوا خواہ تھی

وہان سے کیا کوچ وقت سحر
شہ جان جان شاد تھا سربسر

کسی کام کا وقت ٹلتا نہین
کوئی کام بے وقت چلتا نہین

داستان پہنچنا شہزادہ جانِ جان کا معہ شہزادی دل افروز وشہزادی فتنہ گر اپنے وطن کو ملنا ماں باپ سے شہ باجور جان جان کو تخت پر بٹھا کر آپ گوشہ نشین ہونا اور کہانی کا ختم ہونا

پلا ساقیا جام فرخندہ فام
کہ اس داستان کا ہے اب اختتام

لگے جب وہ نزدیک دارالامان
کیا شاہزادے نے خیمہ وہان

روانہ کیا باپ ماں کو پیام
کہ ہوتا ہے خدمت مین حاضر غلام

سنا باپ ماں نے جو یہ ماجرا
کیا سجدۂ شکر خالق ادا

ہر اک نے محل مین سنی یہ نوید
ہوئی غمزدون کو اسی روز عید

بلاؤن سے آزاد وہ گھر ہوا
نئے سر سے آباد وہ گھر ہوا

خبر پھیلی یہ شہر مین ہر طرف
دلون سے ہوے درد و غم برطرف

بسا خوشنمائی سے ہر ایک گھر
اوداسی بھٹکنے لگی دربدر

تحمل کسی منتظر کو کہان
تڑپین دونون جانب سے بیتابیان

روانہ کیا شہ نے دستور کو — ادھر پیشوائی ، مجبور کو
ادھر سے ہوا شاہزادہ سوار — لئے ساتھ شہزادیاں گلعذار
ملا شاہزادے سے رہ مین وزیر — بجالایا تسلیم وہ دلپذیر
بغلگیر اوس سے ہوا جان جان — ہوا دل سے دستور شہ شادمان
تہِ دل سے شہزادے کو دی دعا — کرے عمر و دولت زیادہ خدا
درخشان رہے کوکب اقبال کا — نگہبان خدا جان اور مال کا
نہ باقی رہا صبر خوش شہریار — ہوا اپنے بیٹے سے ملنے سوار
سواری جو شہ کی بڑہی چند گام — نظر آیا شہزادۂ شادکام
نظر شاہزادے کی شہ پر پڑی — پسر کی پدر سے نظر جب لڑی
دل اس درجہ دونون کے مضطر رہے — سواری سے اپنی اوتر کر رہے
گرا دوڑ کر باپ کے پاؤن پہ — پسر صورت کودک اشک تر
پسر جب گرا اشک تر کی طرح — اوٹھایا پدر نے گہر کی طرح
رگِ جان کی صورت لگا یا گلے — بہی خواہ سب صدقے لیکر چلے
خوشی سے ہوے مِل مِلا کر سوار — عماری مین شہزادہ و شہریار
سدہارے محل کی طرف خندہ زن — دعا گو ہوے دیکھکر مرد و زن

ہوے داخل ایوان شاہی مین جب
وہان کچہ بچھڑ کر شہ نیک خو
قدم پر گرا ماں کے لخت جگر
دو بچھو بیٹے ما بناپ ملکر رہے
وہ دونون سے یکسان ملے شادمان
جو دونون کے سہرون کا ارمان ہوا
ہوئین سو چکر پھر تو خاموشیان
ادا ہو چکے جب زنانہ رسوم
بٹھا کر ولیعہد کو تخت پر
چلانے لگا سلطنت آن سے
ملے جیسے بچھڑے ہوے ایک جا

ہوے لیکے نذرین وہان جمع سب
محل مین گیا لیکے فرزند کو
لگایا گلے ماں نے بھی جلد تر
نصیبون سے اونکے دن آئے بھلے
کہ آخر وہ دونون تھین شہزادیان
نئے سر سے شادی کا سامان ہوا
مناسب نظر آئین گلپوشیان
تو باہر مچی تاچپوشی کی دہوم
ہوا آپ گوشہ نشین باج ور
شہ جان جان امن وامان سے
ملا یون ہی بچھڑے ہوؤن کو خدا

مراد اونکی بر آئین جیسی تمام
ہماری مرادین ملین والسلام

تمت

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ از حضور مصنف دام اقبالہ

یہ ہے مثنوی پر بہار او رعزیز — ہیں رعنائیاں اسمیں نیرنگیاں
چھپی داستان ایسی پرتو جو یہ — کہو سال بھی غنچۂ حرز جان
۱۲ ۰ ۲ ۷

ولہ

ہوئی تصنیف مثنوی ایسی — جسسے دلچسپ داستان کہئے
بہر تاریخ طبع اے پرتو — عشرت انگیز حرز جان کہئے
۱۳ ۲ ۷

قطعہ تاریخ طبع مثنوی ہذا از نتائج افکار جناب نواب قدر احمد صاحب بہادر طلعت خلف رشید و شاگرد حضور مصنف دام اقبالہ

ہیں اسمیں معانی روشن تمام — یہ ہے نور ہی نور ہی نور نور
جو کی فکر طلعت نے تاریخ کی — کہا سال لو حرز جان حضور
۱۳ ۲ ۷

از نتائج افکار جناب غلام دستگیر صاحب عرف جان صاحب قمر شاگرد حضور مصنف مدظلہ

ہوئی طبع جب مثنوی حضور — ہیں اعجوبہ ابیات یہ بیدریغ
اگر تجھکو ہے فکر تاریخ طبع — قمر لکھ کلام فصیح و بلیغ
۱ ۳ ۲

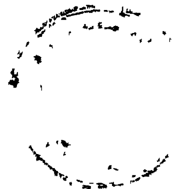
خاتمہ

الحمد للہ کہ یہ مثنوی دلچسپ و دلپذیر المسمی بہ حرز جان بتاریخ دوم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۸ ہجری مقدسہ مطابق دہم جولائی سنہ ۱۹۱۰ء چھپکر ہدیہ شائقین ہوی

اطلاع

واضح ہو کہ یہ مثنوی صفحہ ایک سے اسی تک مطبع رزاقیہ مین مالک مطبع حافظ محمد عبد القادر صاحب کے اہتمام سے چھپی اور صفحہ اکیاسی سے ایک سو چوبیس تک مطبع سلطانی واقع رائی پیٹھ بطرس روڈ نمبر ۳۴ مین سید محمد عبد القادر صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی ؛





حسب تفصیل ذیل بعد نظر ثانی حضور مصنف کہین کہین اشعار زاید کئے گئے ہین ۔

صفحہ ۱۲۔ سطر ۳ اور ۴ کے بیچ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

پلا مجکو ساقی وہ گلرنگ مے ۔ کہ رنگین تر ہو کہانی سی شے

صفحہ ۔ ۱۵ ۔ سطر ۷ اور ۸ کے بیچ مین یہ دو شعر زاید کئے گئے ہین

ہوئین زچکیان کتنی اون اونکے گھر ۔ لٹایا گیا اسقدر سیم و زر
ہراک رسم عادت سے بڑھ کر ہوی ۔ کہ خلقت وہان کی تونگر ہوی

صفحہ ۱۶ ۔ سطر ۔ ۱ ۔ اور ۲ کے بیچ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

ہزارون کے چھلے کی رسمین ہوئین ۔ ہراک گھر مین خوشیان منائی گئین

صفحہ ۲۱ ۔ سطر ۱۵ کے بعد صفحے کے آخر مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

عزیزون کے بچے بھی شامل ہوے ۔ ثوابِ عبادت مین داخل ہوے

صفحہ ۱۰۹ ۔ سطر ۵ اور ۶ کے بیچ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

فروکش ہوے ایک میدان مین ۔ فضاے چمن تھی بیابان مین علہ

غلط نامہ مثنوی ہذا بعد نظر ثانی حضور مصنف دام اقبالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۵	پیتہ	پینہ

عله صفحہ ۱۱۵ سطر ۱ ۔ اور ۲ کے بیچ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے ۔ سہ شہِ جانِ جان مردِ معقول تھا ؛ کہ ہر شب مین باری کا معمول تھا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۱۳	آنکا	انکا
۱۶	۶	رہی شادی رنگ آب	رہی رنگِ شادی
۱۹	۲	رسیم	رسم
۲۳	۱۴	ہو	ہو
۳۳	۷	گہڑی چار تجھے دونون پہ آپسین مِل گئی ساحرہ صورتِ غنچہ کھِل	رہے دو گہڑی دونون آپسین مِل شگفتہ ہوا جادوگرنی کا دِل
۳۳	۱۵	تجہکو	تمکو
۵۱	۱۵	اوتر	اوتر
۵۶	۶	باپ	باپ
۵۸	۵	بانوہ	بانغرہ
۵۹	۳	کانون کے	کاون کے
۶۰	۱	سکتہ	سکتا
۷۹	۱	بارہ	بارہ
۷۹	۱۰	ٹہیر	ٹہر

۹۶	۱۲	گیا	کیا
۱۰۹	۵	تہینون	کئی دن
۱۱۲	۱۴	تیک	تیگ
۱۱۴	۱	تمام	سب کام

فہرست تصنیفات حضور مصنف دام اقبالہ

(۱) دیوان پرتو فارسی۔ جسمین جبر نامہ اور سازش نامہ تواریخ وغیرہ ہین
(۲) کلیات پرتو اردو۔ جسکے متن مین دیوان اول پرتو۔ اور حاشیہ پر دیوان دوم پرتو ہے اور آخر مین واسوخت پرتو المسمی بہ اسم تاریخی تسخیر دل۔ فراق نامۂ پرتو وفاق نامۂ پرتو۔ سہ نامۂ پرتو۔ (جسمین عشق نامۂ پرتو۔ سوز نامۂ پرتو۔ اور طلب نامۂ پرتو ہے) معذرت نامۂ پرتو۔ طلسم پرتو سبہا۔ پرستان پرتو۔ مخمس۔ رباعی۔ اور قطعات تواریخ ہین۔
(۳) دیوان سیوم پرتو اردو۔ جسمین اقسام صنعات ہین اور آخر مین چند غزلیات فارسی کے جو طبع دیوان فارسی کے بعد لکہی گئین داخل ہین قطعات تواریخ وغیرہ بہی ہین۔
(۴) دیوان چہارم پرتو اردو۔ جسمین غزلیات اور قطعات تواریخ بہی ہین۔ یہ دیوان ہمقافیۂ دیوان حضرت شریف مرحوم مدراسی اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ کے

(۵) راہ نجات و زاد راہِ پرتو۔ جس مین غزلیات نعتیہ و سلام وغزا اور منقبت ہین۔
(۶) نغمۂ پرتو۔ جس مین۔ چھند۔ ٹھمری۔ دہرپد۔ ترانہ چیتان۔ رباعیات۔ قطعات۔ تواریخ ہین۔
(۷) مثنوی حرزِ جان پرتو۔ جسمین حمد۔ نعت۔ منقبت مناجات اور فرق عشق وفسق۔ اور داستانِ عاشق ومعشوق تمام ہین لیکن شوخ چشمی نہین ہے۔

مگر ان مین اکثر تصنیف کی جلدین ہوچکی باقی نہین ہین۔
حضرت جلال مرحوم لکھنوی نے آپ کے دس غزلون پر مخمس لکھے ہین وہ رسالہ بہی طبع ہوا ہے۔

المشتہر۔ غلام دستگیر قمر۔ عرف صاحبجان شاگرد حضور مصنف امام قبالہ

واضح ہو اس مثنوی مین صفحہ ۱ سے ۸۰ تک عبدالرحیم صاحب کا خط ہے صفحہ ۸۱ سے ۱۲۰ تک سید احمد صاحب افضل کا خط ہے صفحہ ۱۲۱ سے ۱۲۴ تک محمد یسین صاحب کمتر کا خط ہے
معلوم ہو کہ صفحہ ۴۲ کے پہلے شعر کے بعد حاشیے پر ہے سو شعر پڑھنا چاہیے

مطبوعہ مطبع سلطانی بہاگی بیٹھہ بطرس ہرندمدراس